امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 60/70

مورخہ ۲۹؍ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶؍ نومبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

شمارہ نمبر 45

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ
■ بے حیاباش ہر چہ خواہی کن
■ مولانا ابوالکلام آزاد……
■ خودکشی ایک سنگین اور ناقابل معافی جرم
■ خانقاہ رحمانی کی خوشگوار یادیں
■ مسلمانوں کی ترقی کے کچھ آثار
■ اخبار جہاں، طب و سائنس، ہفتہ رفتہ

بہار اسمبلی انتخاب ۲۰۲۰ء

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بہار اسمبلی انتخاب ۲۰۲۰ء کے اعلان شدہ نتائج نے ایک بار پھر نتیش کمار کی قیادت پر پسندیدگی کی مہر لگادی ہے، حالاں کہ مقابلہ این ڈی اے اور عظیم اتحاد میں کانٹے کا رہا، این ڈی اے ایک سو پچیس سیٹ پر قبضہ جمانے میں کامیاب ہوگیا اور عظیم اتحاد کو ایک سو دس سیٹ پر ہی اکتفا کرنا پڑا، یعنی وہ حکومت بنانے کے لیے درکار ممبروں کی مطلوبہ تعداد سے بارہ عدد پیچھے رہ گئی اور راجد اسمبلی میں سب سے بڑی پارٹی ہونے کے باوجود حزب مخالف میں بیٹھنے کو مجبور ہوگئی، کانگریس انیس سیٹوں پر نہیں سمٹ جاتی تو مطلوبہ تعداد حاصل کرنے میں عظیم اتحاد کو دشواری نہیں ہوتی، چراغ پاسوان نے اپنا جھونپڑا جلاڈالا، صرف ایک سیٹ پر اسے اکتفا کرنا پڑا، لیکن اس نے جدیو کو ہرانے میں اہم رول ادا کیا، جس کی وجہ سے اسمبلی اور حکومت میں جدیو کی حیثیت چھوٹے بھائی کی ہوگئی ہے، بی جے پی پہلی بار بہار میں اتنی نشستوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو پائی ہے، پپو یادو خود اپنی سیٹ نہیں بچا سکے اور ان کا کھاتا بھی نہیں کھل سکا، راجد کے بڑے لیڈر عبدالباری صدیقی کو ہار کا سامنا کرنا پڑا، مجلس اتحاد المسلمین نے اپنا جلوہ دکھایا اور سیمانچل کی پانچ سیٹوں پر جیت حاصل کرکے تاریخ رقم کی ہے، اور کئی مقامی سیاسی پارٹیوں کی بساط الٹ دی، وزیر اقلیتی فلاح خورشید عالم کی ہار کا غم مسلمانوں کو اس لیے نہیں ہوا کہ وہ پہلے ہی سیاست کے مندر میں اپنے ایمان کا سودا کر چکے تھے اور مندروں میں پوجا پاٹھ کے ان کے ویڈیو وائرل ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی دلچسپی ان سے ختم ہوگئی تھی، اس بار کے انتخاب میں انیس مسلم امیدوار جیت کر آئے جو ۲۰۱۵ء سے پانچ کم ہیں، ۲۰۱۵ء میں یہ تعداد چوبیس تھی، ۲۰۰۰ء میں ۲۹؍ ارکان اسمبلی مسلمان منتخب ہوئے تھے، ۱۹۸۵ء میں بہار اسمبلی میں کل تین سو پینتیس ۳۳۵ سیٹیں تھیں اور چونتیس مسلم ارکان انتخاب جیت کر آئے تھے، اس اعتبار سے دیکھیں تو مسلم ممبران اسمبلی کی تعداد دن بدن گھٹتی جارہی ہے، یہ موضوع بھی سیاسی تجزیہ نگاروں کے لیے غور وفکر کا ہے، صرف یہ کہنا کہ فلاں پارٹی کی وجہ سے مسلم ارکان کی تعداد کم ہوگئی، یہ ''اپنا ٹھیکرہ دوسرے کے سر پھوڑنے'' جیسی بات ہے، سیکولر ووٹوں کی تقسیم کے جو وجوہات ہیں اس پر بھی ہمیں غور کرنا چاہیے۔

اس انتخاب کے لیے جو ایکزٹ پول سامنے آئے تھے، وہ سبھی کے غلط ثابت ہوئے، اس کی وجہ یہ رہی کہ جو خاموش رائے دہندگان تھے ان کی تعداد کا اندازہ ایکزٹ پول والوں کو نہیں تھا، اسی طرح خواتین کی حصہ داری پر ایکزٹ پول میں توجہ مرکوز نہیں کی گئی، جس کی وجہ سے ایکزٹ پول کے سارے اندازے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

اس انتخاب نے یہ بھی ثابت کردیا کہ ابھی بھی رائے دہندگان کے نزدیک جذباتی نعرے اور ذات پات کی برتری ہی اہم ہے، مدّے اور مسائل چاہے جس قدر اٹھائے جائیں، آخر وقت میں سب دھرے رہ جاتے ہیں، اور ووٹ ذات پات اور جذباتی نعروں پر ہی مل پاتا ہے، بی جے پی کے پاس ہندوتوا، آر ایس ایس اور فرقہ پرستی کے حوالے سے بہت سے نعرے ہیں، جس سے وہ رائے دہندگان کو لبھا لیتے ہیں اور مسائل پیچھے رہ جاتے ہیں، فرق انتخابی جلسوں میں کی جانے والی تقریروں کا بھی پڑتا ہے، وزیر اعظم، وزیر داخلہ، یوگی آدتیہ ناتھ اور اس جیسے دوسرے لوگوں نے جلسے کرکے لوگوں کے رجحان کو ہندتوا پر مرکوز کرنے کا کام کیا، نتیش جی نے تیسرے مرحلہ کے پرچار میں اپنے ترکش کا آخری تیر ''میرا آخری چناؤ'' کہہ کر چھوڑ دیا، اس کا بھی تصویر بدلنے میں اہم رول رہا اور تیسرے دور کے انتخاب میں اٹھہتر (۷۸) میں باون (۵۲) سیٹیں این ڈی اے کی جھولی میں جاگریں، جب کہ عظیم اتحاد کے پاس صرف تیجسوی پرساد یادو ایک چہرہ تھا، جس نے دن رات ایک کردیا تیجسوی نے انتخابی دوروں کا رکارڈ قائم کیا اور اس معاملہ میں انہوں نے اپنے والد کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، انہوں نے حکمت عملی سے اپنی ماں رابڑی دیوی اور بھائی تیج پرتاپ یادو کو انتخابی جلسوں سے الگ رکھا، راجد کے صدر جگدانند سنگھ بھی نظر نہیں آئے، یہ ون مین شو تھا جس میں تیجسوی تنہا دوڑتے رہے، نوجوان ان کی طرف متوجہ بھی ہوئے، نوکری، پڑھائی دوائی اور سینچائی کے نام پر لوگوں کی بھیڑ بھی اجلاس میں خوب جٹی اور اندازہ لگایا جارہا تھا کہ مسلم، یادو اور نوجوان مل کر تیجسوی کو اقتدار تک پہونچا دیں گے، لیکن کمند جب دو چار گز لب بام آنے کو رہ گیا تھا ٹوٹ گئی، کمند ٹوٹنے میں ان کی بعض ناعاقبت اندیشیوں کا بھی قصور ہے۔ اگر وہ مانجھی، سہنی اور کشواہا کو اپنے ساتھ رکھنے میں کامیاب ہوتے تو مودی اور نتیش کمار سے ناراض رائے دہندگان حالات کا رخ بدل سکتے تھے، راہل گاندھی نے بھی دورے کیے، لیکن وہ بھیڑ کو ووٹ میں بدلنے کے فن سے ناواقف ہیں، اس لیے پورے ملک میں کانگریس کی ناؤ ڈوبتی جارہی ہے، مختلف ریاستوں کے ضمنی انتخابات میں بھی ان کی پارٹی کی کارکردگی اچھی نہیں رہی، بھاجپا انٹھاون (۵۸) میں چالیس (۴۰) سیٹوں پر فتح درج کرانے میں کامیاب ہوگئی، اور مدھیہ پردیش میں کانگریس کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

بھاجپا اگر اخلاقیات برتے گی اور نتیش کمار کے وزیر اعلیٰ ہونے کا جو اعلان کیا تھا اس پر قائم رہے گی جیسا کہ مودی اور امیت شاہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، تو وہ ساتویں بار اگلے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف لیں گے جو اپنے میں خود ایک رکارڈ ہے، لیکن بی جے پی والوں کو اخلاقیات سے کیا لینا دینا، کب نیت بدل جائے کہا نہیں جاسکتا، آوازیں اٹھنے لگی ہیں کہ وزیر اعلیٰ بھاجپا کا ہونا چاہیے، اگر ایسا ہوتا ہے تو نتیش کمار اپنے سیاسی مستقبل کے بارے میں پھر سے غور کریں گے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے، حکومت تک رسائی کے لیے ان کے یہاں بھی قول وقرار، عہدے، اعلانات کی کوئی حیثیت کبھی نہیں رہی ہے، ۲۰۱۵ء میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم مٹی میں مل جائیں گے، لیکن بھاجپا سے سمجھوتہ نہیں کریں گے، جب کہ حکومت میں باقی رہنے کے لیے انہوں نے پلٹی ماری اور بھاجپا کی گودی میں جاگرے، موجودہ انتخاب میں ان کے قد کو چھوٹا اور جدیو کے ارکان اسمبلی کی تعداد کم کرنے کے لیے بھاجپا نے لوجپا کو ان کے مقابل کھڑا کردیا، پیٹھ نتیش کی تھپتھپاتی رہی اور اندرونی حمایت لوجپا کو دیتی رہی، انتخابی اجلاس سے نتیش کمار کی تصویریں غائب کردی گئیں، خود نتیش کمار نے لوگوں سے مودی کے نام پر ووٹ مانگنا شروع کردیا، اپنے عہد میں کیے گیے کاموں کا تذکرہ وہ کم کرتے اور مودی کی ستائش میں زیادہ وقت لگانے لگے، اور یہ معاملہ اس قدر سنجیدہ ہوگیا کہ چراغ پاسوان نے اپنے چراغ سے اپنی جھونپڑی جلاڈالی، کہنا چاہیے کہ ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' لیکن نتیش کے قد اور جدیو کی سیٹ کو کم کرکے رکھ دیا، اس طرح اس بار کے انتخاب میں مجلس اتحاد المسلمین سے زیادہ لوجپا، پپو یادو، کشواہا، بسپا اور مکیش سہنی کی پارٹی نے ووٹ کٹوا ہونے کا کام کیا، عظیم اتحاد میں اگر کوئی پارٹی فائدے میں رہی تو وہ بائیں بازو کی کمیونسٹ پارٹی ہے، جس کی واپسی پھر سے بہار کی سیاست میں ہوگئی ہے۔

این ڈی اے کی سرکار میں وزیر اعلیٰ بننے کے باوجود نتیش کمار کی پوزیشن انتہائی کمزور رہے گی، پہلے دور میں بی جے پی ان سے مغلوب تھی، دوسرے دور میں وہ اس کے دباؤ میں رہے، جب کہ اسمبلی میں ان کے ارکان کی تعداد بی جے پی سے بہت زیادہ تھی، اب کی بار کی پارٹی کے ممبران صرف تینتالیس (۴۳) ہیں، ایسے میں بی جے پی چاہے گی کہ مکھوٹا نتیش کمار کا رہے اور ایجنڈہ سارا اس کا چلے، جیسا خود نتیش کمار نے ایک زمانہ میں جیتن رام مانجھی کو وزیر اعلیٰ بنا کر کیا تھا، لیکن جب جیتن رام مانجھی جیسا کمزور آدمی اس رویہ کو زیادہ دن برداشت نہیں کرسکا، تو نتیش کمار کس طرح اسے برداشت کرسکیں گے، یہ جگ ظاہر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت این ڈی اے کی کمزور ہوگی اور حزب مخالف مضبوط رہے گا، ایسے میں ہندوستانی سیاست میں جو الٹ پلٹ کی گرم بازاری رہتی ہے اور جسے اس ملک میں خود بھاجپا والوں نے شروع کیا ہے اس کے امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

نتیش کمار کے وزیر اعلیٰ بننے سے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ''سات نشچے'' پروگرام کو آگے بڑھائیں اور جو منصوبے پہلے سے چل رہے تھے ان کو تسلسل ملے، توقع کی جاتی ہے کہ وہ گذشتہ دور اقتدار میں جن مسئلوں کو حل نہیں کرسکے تھے یا جن کی طرف ان کی توجہ نہیں گئی تھی، اس پر اپنی توجہ مرکوز کریں گے اساتذہ کی جانب سے مسلسل اٹھائے جانے والے مطالبہ ''ایک کام، ایک تنخواہ'' کو مان کر ان کے ساتھ انصاف کریں گے، ٹی ای ٹی امیدوار کامیاب ہونے کے بعد بھی ملازمتوں سے دور رکھے گیے ہیں، انہیں ان کا حق دلایا جائے گا، جوانوں کے لیے روزگار، کسانوں کے لیے کھاد اور سینچائی کی سہولت کی فراہمی جیسے اہم امور پر توجہ دی جائے گی، اقلیتوں کے نام پر قائم جو ادارے کس مپرسی کا شکار ہیں اور جو دن بدن اپنی کارکردگی کھوتے جارہے ہیں، ان کے اندر حرکت اور فعالیت پیدا کی جائے گی، سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے مسئلے پر نتیش جی کی رائے ماضی میں مذبذب رہی ہے، وہ حلیف پارٹی کی حیثیت سے بھاجپا کو ان منصوبوں کو سرد بستے میں ڈالنے یا اس میں مناسب ترمیم کرنے کے لیے تیار کرسکیں گے، گو یہ کام آسان نہیں ہے، بھاجپا اپنے ایجنڈے سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہے، بہار اور مختلف ریاستوں کے ضمنی انتخاب میں کامیابی نے اس کے قد کو کچھ اور اونچا کردیا ہے، ایسے میں مضبوط حکمت عملی اور پختہ عزم وارادہ کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، امیدیں اور توقعات حکمراں طبقے سے ہی لگائی جاتی ہیں، مطالبات بھی اسی سے کیے جاتے ہیں، فی الوقت ہم نئی حکومت کے لیے نیک خواہشات ہی پیش کرسکتے ہیں۔

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

تقویٰ اور بندگی

وان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدھم شیئا (آل عمران ۱۲۰) اور اگر تم لوگ صبر اور تقویٰ سے کام لیتے رہو تو ان کی سازش تم کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکے گی، کیونکہ ان کے سارے کرتوت کو اللہ اپنے گھرے میں لئے ہوئے ہیں۔

وضاحت:۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو ہر قسم کے مصائب ومشکلات اور پریشانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے صبر وتقویٰ کو ایک موثر علاج کی حیثیت سے بیان کیا، اور مومن بندہ کو تعلیم دی کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور تقویٰ وبندگی کی راہ اختیار کرنا، آزمائشوں کے وقت اللہ سے مانگتے رہنا، جب تم ایسا کروگے تو یقین مانو کے تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگے، اللہ تمہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا، گویا صبر اور تقویٰ ایسا جامع لفظ ہے جس میں اللہ سے تعلق اور ظاہری تدابیر دونوں شامل ہے، اس کے بغیر نہ تو انسان راہ حق میں مجاہدہ کرسکتا ہے اور نہ ہی اسے شیطان کے مقابلہ میں فتح حاصل ہوسکتی ہے، اور نہ ہی وہ تقرب الٰہی سے شرفیاب ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بار بار صبر اور نماز سے استقامت طلب کرنے کا حکم دیا گیا، تاکہ عبودیت وبندگی کا اظہار مومنانہ صفات کے ذریعہ نمایاں ہو اور گناہ ونافرمانی سے بچے، یعنی مصیبت پر صبر کرے اور راحت ونعمت پر شکر بجالائے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ایک جگہ لکھا کہ دنیا میں انسان کو مصائب سے زیادہ بڑی اور تکلیف دہ چیز کوئی دوسری نہیں ہوتی، لیکن یہ حقیقت بھلانے کے لائق نہیں کہ افراد بلکہ جماعتیں اور قومیں بھی مصائب ہی کی تنبیہ اور سرزنش سے متنبہ اور ہوشیار ہوکر آمادہ اصلاح ہوتی ہیں، چنانچہ اکثر اخلاقی محاسن کے جوہر کو مصیبتوں ہی کی آگ نکھار کر کندن بناتی ہے، صبر واستقلال، تواضع، شکر محبت اور رحم ان تمام اخلاقی فضائل کی تربیت ان ہی مصائب کے زیر سایہ ہوتی ہے۔ مغرور سے مغرور انسان بھی جب کسی اتفاقی مصیبت کی ٹھوکر کھاتا ہے تو سنبھل جاتا ہے، اس لئے غافل انسانوں اور خود فراموش سرمستوں کو ہوش میں لانے کے لئے کبھی کبھی کی مصیبتوں سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز نہیں کہ ان کے بدولت ملحد سے ملحد انسان بھی ایک دفعہ بے قرار ہوکر خدا کا نام لے ہی لیتا ہے، اس تھوڑی سی تکلیف سے بندہ میں جو احساس پیدا ہوتا ہے وہ بڑی بیش قیمت چیز ہوتی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صبر وتقویٰ ترقی درجات کے زینے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ دشمنوں کو بے اثر اور نامراد فرمادیتے ہیں اور اس حیثیت سے یہ دونوں شاہ راہ زندگی میں کلید کا درجہ رکھتے ہیں، اس لئے آزمائشوں میں نہ تو گھبرایئے اور نہ ہی صبر کا دامن چھوڑیئے اور ہر حال میں تقویٰ وپرہیزگاری کی راہ پر چلتے رہئے۔

ہدیے تحفے دیا کرو

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں ہدیے تحفے دیا کرو ہدیہ دلوں کی کدورت کو دور کرتا ہے، تعلقات کو بہتر بناتا ہے اور ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے ہدیے کے لئے بکری کے کھر کے ایک ٹکڑے کو بھی حقیر اور کمتر نہ سمجھے۔ (ترمذی شریف)

مطلب:۔ ہدیہ اور تحفہ لینے دینے سے آپس کے تعلقات وروابط مضبوط ومستحکم ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی کا جذبہ ابھرتا ہے اور تعلق خاطر میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے احادیث میں ہدیہ وتحفہ کو خوشی سے قبول کرنے کی ترغیب دی گئی اور صحابہ کرام کو اس کی تلقین بھی فرمائی کہ آپس میں ہدیہ وتحفہ دیا کرو اس سے دلوں کی کدورت اور رنجش دور ہوگی اور محبت میں اضافہ ہوگا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام ایک دوسرے کو کثرت سے ہدایا پیش کرتے اور دوسرے صحابہ خوش دلی سے قبول کرتے تھے، اور یہی مکارم اخلاق کا تقاضہ بھی ہے کہ اگر جذبہ اخلاق وللّٰہیت کے ساتھ معمولی چیزیں بھی ہدیے میں پیش کی جائیں تو اس کو حقیر اور کمتر نہ سمجھنا چاہئے، مناسب تو یہی ہے کہ ہدیہ میں عمدہ اور نفیس چیزیں پیش کی جائیں اور اس کے بدلہ اور صلہ میں کوئی دوسری چیزیں ہدایہ دینے والے کو بھی دی جائے، اگر کچھ دینے کے لئے نہ ہو تو بطور شکر کے کلمہ خیر یعنی جزاک اللہ ضرور کہنا چاہئے، لیکن بد قسمتی ایسی کہ مسلمانوں کے درمیان سے اس سنت کا اہتمام ختم ہوتا جارہا ہے، صرف مخصوص اصحاب وارباب کو ہدیہ پیش کرنے کا رواج باقی رہ گیا ہے، لیکن اپنے دوست وپڑوسی کے یہاں ہدیہ بھیجنے کا رواج ہی کم ہوگیا ہے، یا ختم ہوتا جارہا ہے اور اگر تھوڑا بہت باقی بھی ہے تو اس میں خود غرضی کی آمیزش ہے، اگر دینے والے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر طعن وتشنیع شروع کردیتے ہیں، حالانکہ احادیث میں ہدیہ وتحفہ کو رضائے الٰہی اور قرب خداوندی کا ذریعہ بتایا گیا ہے، لہذا ایمان والوں کو ہر ایسے اقدام سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے سنت رسول کی اہانت ہوتی ہو، اس لئے ہدیہ صرف اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر دیجئے تاکہ معاشرتی زندگی میں امن وسکون کی فضا قائم ہو، اپنائیت کو فروغ حاصل ہو اور دلوں کی کدورت دور ہو، کچھ ہدائے ایسے ہیں جنہیں خوشدلی سے قبول کرنا چاہئے، جس کی حدیث پاک میں تلقین بھی آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ہدیہ قبول ہی کرنا چاہئے، تکیہ، تیل، اور دودھ، غور کیجئے تو پتہ چلے گا یہ تینوں چیزیں انسانی ضرورت میں شامل ہیں، اس کو دینے اور لینے میں دل میں فرحت وانبساط کی کیفت پیدا ہوتی ہے، ایک حدیث میں خوشبودار چیزیں خواہ وہ عطر کی صورت میں ہو یا پھول وپھل کی شکل میں اس کو قبول کرنا چاہئے، کیونکہ خوشبودار پھول جنت کا تحفہ ہے، البتہ ہدایہ میں لینے والے کی ضرورت کو پیش نظر رکھنا زیادتی محبت کا وسیلہ ہے، انہیں بنیادوں پر بہت سے اکابر کے یہاں نقد کی شکل میں ہدایہ دینے کا معمول رہا ہے، تاکہ لینے والے اپنی ضرورت کے لحاظ سے سامان خرید سکیں، بہرحال روپے پیسے ہوں یا دوسری اشیاء آپس میں اس کو رواج دیا جائے، **تحادوا تحابو**، ہدایہ دیتے رہو تاکہ محبت وانس پیدا ہو۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احکام الحق قاسمی)

وضو اور غسل میں انگلی پر لگے ووٹ کے نشان کا حکم

الیکشن کے موقع پر ووٹ ڈالنے والوں کی انگلی میں کیمیکل لگایا جاتا ہے، جس کا اثر کچھ دنوں تک رہتا ہے، اگر لگانے کے ساتھ ہی فوراً صاف نہیں کیا گیا تو وہ کیمیکل کھال اور ناخن پر پپڑی کی طرح جم جاتا ہے جس کے نیچے پانی پہونچنا مشکل ہوتا ہے ایسی صورت میں وضو اور غسل درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ہر ووٹ ڈالنے والے کو مذکورہ کیمیکل بطور نشان لگایا جاتا ہے اس سے بچ نہیں سکتے، البتہ احتیاط کا تقاضایہ ہے کہ لگانے کے ساتھ فوراً اس کو صاف کرلیا جائے تاکہ خشک ہوکر اس کی پرت نہ جم جائے اور پپڑی کی شکل نہ اختیار کرلے، اگر خشک ہوکر پپڑی کی شکل اختیار کرلیا پھر بھی اسی حالت میں وضو اور غسل شرعاً جائز ودرست ہے، کیونکہ اس کا چھڑانا مشکل اور نہایت تکلیف دہ عمل ہے اور شریعت میں ایسا عمل ضرورت اور حرج کی وجہ سے معاف ہے۔

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا (سورۃ البقرہ)

ویعفی اثر شق زوالہ بان یحتاج فی اخراجہ الی نحو الصابون (مجمع الانھر ج ۱ ص ۹۰)

والمراد بالاثر اللون والریح فان شق ازالتھا سقطت (البحر الرائق ج ۱ ص ۲۳۷)

ناخن پالش لگا کر وضو

ناخن پالش جب ناخن پر لگایا جاتا ہے تو اس کی پرت ناخن پر جم جاتی ہے، اگر خواتین اپنے ناخنوں پر لگالیں اور بغیر چھڑائے ہوئے وضو کرکے نماز پڑھ لیں تو وضو اور نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں مذکورہ ناخن پالش جس کے نیچے پانی نہیں جاتا اس کو لگا کر وضو اور غسل شرعاً درست نہیں ہے، کیونکہ جو چیز بدن تک پانی پہونچنے سے مانع ہو اس کی موجودگی میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوگا، لہذا عورتوں پر لازم وضروری ہے کہ وہ اس طرح کی زینت کے استعمال سے گریز کریں جس سے فرائض ہی صحیح نہ ہوں۔

شرط صحتہ ای الوضوء زوال مایمنع وصول الماء الی الجسد کشمع وشحم (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۶۲)

وقیل ان صلبا منع وھو الاصح (قولہ وھو الاصح) صرح بہ فی شرح المنیۃ وقال لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورۃ والحرج (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۴۳)

ہاتھ اور پیر پر پینٹ لگ جائے تو وضو ہوگا یا نہیں

گاڑی اور مکان پینٹ کرنے والے کے ہاتھ اور پیر پر پینٹ لگ جائے تو وضو کیسے کرے گا؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

پینٹ کرنے والے کے پاس پینٹ چھڑانے کی کیمیکل بھی ہوتی ہے، لہذا وضو سے قبل اس کیمیکل یا کسی اور چیز سے پینٹ چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کرے پھر وضو کرے، اگر پوری کوشش کے باوجود کچھ حصہ رہ جائے تو ضرورت اور حرج کی وجہ سے کوئی مضائقہ نہیں ہے وضو اور غسل ہوجائے گا۔

سئل ابوالقاسم عن وافر الظفر الذی یبقیٰ فی اظفارہ الدرن او الذی یعمل عمل الطین او المرأۃ التی صبغت اصبعھا بالحناء او الصرام الی قولھم یجزیھم وضوء ھم (الفتاویٰ الھندیہ ج ۱ ص ۴)

وضو کے بعد دانتوں سے خون نکلنا

وضو کرنے کے بعد اکثر مسوڑھوں سے خون آجاتا ہے کیا وضو دوبارہ کرنا ہوگا یا ہوگیا؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

دانتوں سے نکلنے والا خون اگر تھوک پر غالب آجائے بایں طور کہ تھوک پر سرخی ظاہر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر خون مغلوب ہو بایں طور کہ تھوک پر زردی ظاہر ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

وینقضہ دم مائع من جوف او فم غلب علی بزاق حکما للغالب أو ساواہ احتیاطا لاینقضہ المغلوب بالبزاق (الدرالمختار) علامۃ کون الدم غالبا أو مساویا ان یکون البزاق احمر وعلامۃ کونہ مغلوبا أن یکون اصفر (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۶۷)

وضو کے بعد بچہ کو دودھ پلانا

ایک عورت نے وضو کے بعد اپنے بچہ کو دودھ پلادیا، کیا وضو ٹوٹ گیا اور نماز نہیں ہوئی؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جسم سے کسی ناپاک چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے اور دودھ ناپاک نہیں ہے، لہذا وضو کے بعد بچہ کو دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹا، نماز شرعاً صحیح ودرست ہوئی۔ **الخارج من بدن الانسان علی نوعین: طاھر کالعرق والنخامۃ واللبن....ونجس ذاک کل مایوجب خروجہ الوضوء او الغسل (بزازیہ علی الفتاویٰ الھندیہ ج ۱ ص ۲۱)** فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 45 مورخہ ۲۹/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶/نومبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

حج ہوا دشوار

گذشتہ سال کوڈ-۱۹ کی وجہ سے سعودی عرب سے باہر عازمین کو سفر حج کی اجازت نہیں ملی تھی، اور حج کمیٹی آف انڈیا نے عازمین کے روپے واپس کر دیے تھے، امسال حج کمیٹی آف انڈیا نے سفر حج کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، لیکن اس قدر ضابطوں میں جکڑ دیا ہے کہ بہت سارے لوگوں کے لیے سفر کرنا ممکن نہیں ہو سکے گا، امسال سفر حج پر جانے والوں کے لیے عمر کی حد اٹھارہ (۱۸) سے پینسٹھ (۶۵) سال مقرر کی گئی ہے، یعنی اگر کسی کی عمر پندرہ سال ہے اور اس پر حج فرض ہو گیا ہے تو بھی اس کی ادائیگی کے لیے وہ امسال سفر نہیں کر سکے گا، اسی طرح شیر خوار بچے جو اپنی ماں کے ساتھ سفر کر لیا کرتے تھے وہ بھی حج کے لیے سفر نہیں کر سکیں گے اور ظاہر ہے ماں ایسے بچوں کو چھوڑ کر پینتیس (۳۵) دن تک باہر نہیں رہ سکے گی اس لیے وہ بھی اس فریضہ کی ادائیگی سے قاصر رہ جائے گی، پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر تک جن لوگوں نے حج نہیں کیا ہے، وہ بھی کم از کم امسال سفر پر روانہ نہیں ہو سکیں گے۔

اسی طرح حج کے اخراجات کی رقم پہلے تین قسطوں میں لی جاتی تھی، جس سے عازمین کو سہولت ہوتی تھی اب کے اخراجات میں غیر معمولی اضافہ تین لاکھ پچھہتر (۳۷۵۰۰) ہزار تک کی بات کہی جا رہی ہے اور پہلی قسط میں ڈیڑھ لاکھ روپے جمع کرنے ضروری ہوں گے، طرفہ تماشہ یہ ہے کہ رقم میں اضافہ ہوگا اور رہائش کے ایام میں کمی ہوگی۔

سرکار کی منشا پہلے ہی امبارکیشن پوائنٹ کو کم کرنے کی تھی اور بہار کے عازمین کی پرواز کو گیا سے روکنے کا منصوبہ تھا، کوڈ ۱۹، نے یہ موقع فراہم کیا کہ امبارکیشن پوائنٹ کو دس تک محدود کر دیا گیا، اب بہار کے عازمین کی پرواز کولکاتہ ایرپورٹ سے ہوا کرے گی۔

اس بار حج کمیٹی نے پھر سے بیگ فراہم کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی ہے، اس کے قبل بھی ایک بار حج کمیٹی نے یہ کام اپنے سر لیا تھا اور ایسے گھٹیا بیگ فراہم کرائے تھے کہ عازمین کے سامان بیگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے راستے ہی میں رہ گیے تھے، دراصل یہ تجارتی نقطۂ نظر ہے، یا کمیشن کے حصول کی خواہش؛ جو حج کمیٹی کو ایسے فیصلے کرنے پر اکساتی رہتی ہے، اس سے حج کمیٹی کی نیک نامی پر حرف آتا ہے، اس لیے حج کمیٹی کو اس فیصلے کو واپس لے لینا چاہیے۔

یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ حج کا سفر ہندوستانی حج کمیٹی سے زیادہ سعودی حکومت کی جانب سے مقرر کردہ اصول وضابطہ کے مطابق ہوتا ہے، لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ حج کمیٹی آف انڈیا کی حیثیت بالکل مفلوج جسم کی ہو، بہت سی باتیں یہ بھی منوا سکتے ہیں، ضرورت سنجیدگی سے بات کو رکھنے کی ہے، کم از کم عمر کی قید تو ہٹوانی ہی چاہیے اور اس خوف کو دل سے نکالنا چاہیے کہ کورونا بچے اور بوڑھے کو زیادہ ہوتا ہے۔

غیر متوقع نتائج

بہار اسمبلی انتخاب کے غیر متوقع نتائج نے ذہنی طور پر لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے، کوئی کانگریس کی غیر معمولی ہار کو اس کا سبب بتا رہا ہے، کوئی عظیم اتحاد سے کئی شرکاء کے نکل جانے کو اس کی وجہ قرار دے رہا ہے کوئی کہتا ہے کہ مودی کا جادو چل گیا، کوئی نتیش کمار کے سوشاشن کو جیت کی وجہ قرار دے رہا ہے، کوئی اس جیت کو ای وی ام کی ہیکنگ اور الٹ پھر سے جوڑتا ہے، ہر آدمی کی اپنی سوچ ہے اس کے اعتبار سے تجزیے سامنے آ رہے ہیں، وجوہات واسباب جو ہوں صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ سیکولر رائے دہندگان کو اس نتیجے نے مایوسی میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ بی جے پی کے بہت سارے ایجنڈے کی وجہ سے پریشان ہیں، جو دیر سویر بہار میں تھیلے سے باہر آ سکتے ہیں، تشویش کی بات یہ بھی ہے کہ نئی حکومت انتہائی کمزور ہوگی، اتنی کمزور کہ مانجھی تنہا ہٹ جائیں اور دوسرے کوئی ساتھ نہ دیں تو حکومت گر جائے گی، اس صورت حال میں ایک خوش کن پہلو یہ بھی ہے کہ حزب اختلاف انتہائی مضبوط ہوگا اور حکومت کے لیے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ وہ مرکزی حکومت کی طرح من مانی کر سکے، غلط فیصلوں کے خلاف آواز بلند کرنے کے لیے اور بھی پارٹی کے پر جوش مقررین ہوں گے، جن کی گھن گرج سے اسمبلی میں اقلیتوں، دلتوں اور پسماندہ طبقات کی آواز گونجے گی، بی جے پی کے دباؤ کے باوجود نتیش کمار اپنی سیکولر شبیہ کو بچانے کے لیے بھی فکر مند رہیں گے۔ اور اس فکر مندی کی وجہ سے کئی مسائل حل ہوں گے۔

نتائج غیر متوقع ضرور ہیں، لیکن مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ کے فیصلے میں خیر ہوتا ہے، ہماری نگاہیں اس خیر تک نہیں پہونچ پاتی ہیں، یہ الگ سی بات ہے، ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ احوال حکمرانوں کے بدلنے سے نہیں بدلتے اعمال کے بدلنے سے بدلتے ہیں، ہمارے اعمال ہی ہم پر حکمراں ہو کر مسلط ہوتے ہیں، ''اعمالکم عمالکم'' کو ہمیں ہر وقت ذہن نشیں رکھنا چاہیے، اگر ہمیں لگتا ہے کہ بہار انتخاب کا نتیجہ مستقبل میں ہمارے لیے مسائل پیدا کرے گا تو ہمیں اپنے اعمال کے بارے میں سوچنا ہوگا، اعمال کا ایک حصہ وہ سوچ بھی ہے جس کے نتیجے میں مسلم ووٹ منتشر ہوا، مسلمانوں نے عظیم اتحاد کا ساتھ دیا، لیکن خود یادووں نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے ہر جگہ یادو امیدوار کو ووٹ دیا خواہ وہ کسی پارٹی سے آیا ہو، عبد الباری صدیقی کی ہار کا یہی سبب بنا، فراز فاطمی کو مسلمانوں نے اس لیے ووٹ نہیں دیا کہ وہ این ڈی اے میں چلے گئے اور یادووں نے انہیں اس لیے ووٹ نہیں دیا کہ وہ مسلمان ہیں، آئندہ کوئی بھی فیصلہ لیتے وقت ہمیں ان امور کا خیال رکھنا ہوگا، اور ان فیصلوں کو زمین پر اتارنے کے لیے سخت جدوجہد کرنی ہوگی تبھی انتخابی نتائج ہماری توقعات کے مطابق آ سکیں گے۔

امریکہ کے نئے صدر و نائب صدر

ستہتر (۷۷) سالہ جوزف بائیڈن کے امریکہ کے سب سے عمر دراز چھیالیسویں صدر کی حیثیت سے قصر ابیض (وہائٹ ہاؤس) تک پہونچنے کا راستہ صاف ہو گیا ہے، انہوں نے بھاری اکثریت سے اپنے حریف صدر امریکہ ڈونالڈ ٹرمپ کو شکست سے دوچار کر دیا ہے، انہیں الیکٹرول کے دو سو چورانوے (۲۹۴) سے زیادہ ووٹ ملے، اس عہدہ کے لیے انہیں دوبارنا کامی کا منہہ دیکھنا پڑا تھا، تیسری بار میں ۷.۵ کروڑ رکارڈ ووٹ لے کر وہ قصر ابیض پہونچ گئے ہیں۔

جوزف رابنیٹ بائیڈن جونیر کی پیدائش ۲۰/نومبر ۱۹۴۲ء کو پن سلوینیا کے سکرینٹن میں ہوئی تھی، انہوں نے اپنی ابتدائی اور ثانوی تعلیم آرچر اکیڈمی کلے مائنٹ اور اعلیٰ تعلیم ڈیلاویر یونیورسٹی سے حاصل کی، چوبیس سال کی عمر سے انہوں نے امریکہ کے صدر بننے کا خواب دیکھنا شروع کیا، ۱۹۶۶ء میں نیلیا ہنٹر سے شادی کے موقع سے جب ان کی ساس نے پوچھا کہ کیا کرتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں ایک دن امریکہ کا صدر بنوں گا، انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۷۲ء میں ڈیموکریٹک سینیٹر کی حیثیت سے کیا تھا، اس انتخاب میں انہوں نے ری پبلکن کے امیدوار جیمس کالب بوگس کو ہرا کر یہ سیٹ اپنے نام کی تھی، پینتیس سال تک ڈیموکریٹک میں گذارنے کے بعد وہ امریکہ کے قد آور لیڈر کی حیثیت سے سامنے آئے، وہ دوبار بارک اوباما کے دور میں نائب صدر بھی منتخب ہوئے، اور ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۷ء تک اس عہدہ پر برقرار رہے۔

انتخاب میں نائب صدر کے عہدہ کے لیے بھارتی نژاد کملا ہیرس نے بھی تاریخ رقم کی ہے، ان کی ماں شیاما گوپالن چنئی (مدراس) کی تھیں، وہ ۱۹۶۴ء میں آک لینڈ میں پیدا ہوئیں، ان کے والد ڈونالڈ ہیرس جمیکائی نژاد تھے، اور ایک یونیورسیٹی میں پروفیسر تھے اور پستان کے کینسر کے محقق کے طور پر مشہور ومعروف تھے، انہوں نے براؤن یونیورسٹی سے گریجویٹ کی تعلیم ۱۹۹۸ء میں اور کیلی فورنیا یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم مکمل کی، ۲۰۱۷ء میں کیلیفورنیا سے انہوں نے سینٹ کا پہلا انتخاب لڑا اور اس میں فتح حاصل کر کے امریکہ کی دوسری سیاہ فام خاتون رکن بن گئیں، ۲۰۱۹ء میں ڈیموکریٹک کی جانب سے صدر کے امیدوار کی حیثیت سے سامنے آئیں، لیکن وہ جلد ہی اس سے باہر ہو گئیں، اب کی قسمت نے یاوری کی اور وہ نائب صدر کی کرسی تک پہونچنے میں کامیاب ہو گئیں۔ وہ امریکہ کی پہلی خاتون نائب صدر ہیں، اس سے قبل امریکہ کا کوئی نائب صدر نہ تو سیاہ فام ہوا اور نہ ہی خاتون سیاسی تجزیہ نگار اس پر گفتگو کر رہے ہیں کہ نئے صدر اور نائب صدر کی پالیسیوں کا ہندوستان پر کیا اثر پڑے گا، ہماری رائے میں امریکہ میں صدر کوئی بھی بنے وہاں کی خارجہ پالیسی عموماً بدلا نہیں کرتی، اور ہندوستان کے معاملہ میں تو بالکل نہیں بدلے گی اس لیے کہ چین کے خلاف اس علاقہ میں اسے ایک مضبوط حلیف چاہیے اور وہ ہندوستان ہی ہو سکتا ہے۔

وقت کی بربادی

مشہور قول ہے ''گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں'' اسی لیے مفکرین، علماء اور دانشوروں نے وقت کی قدر وقیمت جاننے پہچاننے اور اس کے صحیح استعمال کی اہمیت پر زور دیا ہے، وقت کی بربادی پہلے بھی ہوا کرتی تھی، لیکن انٹرنیٹ کی آمد سے اس میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، بتایا جاتا ہے کہ دنیا کی آبادی اس وقت آٹھ سو کروڑ ہے، جس میں چار سو چھیاسٹھ کروڑ یعنی کل آبادی کے ساٹھ (۶۰) فی صد لوگ انٹرنیٹ کا استعمال کر رہے ہیں، جس میں ستر (۷۰) کروڑ لوگ ہندوستانی ہیں، دلچسپ تجزیہ یہ ہے کہ ہر دن اوسطاً ہم سات (۷) گھنٹے انٹرنیٹ پر گزارتے ہیں، دنیا کے تمام صارفین کے سارے گھنٹے جمع کر دیے جائیں تو ہر دن دس لاکھ سال کے برابر ہمارا وقت انٹرنیٹ پر صرف ہوتا ہے، اکانوے (۹۱) فی صدی لوگ موبائل پر ہی انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں، ایک سکنڈ میں چودہ لوگ انٹرنیٹ سے جڑتے ہیں، اکتوبر ۲۰۱۹ء سے اکتوبر ۲۰۲۰ء تک پینتالیس (۴۵) لاکھ لوگ انٹرنیٹ سے جڑے، عمر کے اعتبار سے سولہ (۱۶) سے چونسٹھ (۶۴) سال کے لوگوں کی انٹرنیٹ سے خاصی دلچسپی پائی جا رہی ہے، دنیا کی آبادی ایک سروے کے مطابق ایک فی صد سال میں بڑھتی ہے، جبکہ انٹرنیٹ صارفین کی تعداد میں ۷.۴ فی صد اضافہ ہو رہا ہے۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ سارے صارفین تضییع اوقات ہی کر رہے ہوں، بہت سارے دفتری امور اور نجی ضروریات کے لیے بھی انٹرنیٹ کا استعمال ہو رہا ہے، لیکن نوجوان نسل زیادہ تر وقت انٹرنیٹ پر فضولیات میں ہی گذارتی ہے، اس سے ان کی دماغی اور جسمانی صلاحیت کمزور ہو رہی ہے، بینائی متاثر ہوتی ہے، دردسر کی شکایت عام ہے، ایسے میں ڈاکٹروں کی جانب سے بار بار یہ ہدایت آتی رہی ہے کہ اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ کے غیر ضروری استعمال سے بچا جائے اور انٹرنیٹ کے استعمال میں احتیاط برتی جائے، ہمیں حفظان صحت کے خیال اور اوقات کی حفاظت کے نقطۂ نظر سے ان امور کا خیال رکھنا چاہیے۔

جی ایس ٹی کی وصولی

اکتوبر کا مہینہ ہندوستان کی بڑی آبادی کے لیے تیوہار کا ہوتا ہے اور اس میں خریداری زیادہ ہوتی ہے، خریداری زیادہ ہوگی تو جی ایس ٹی (مال اور خدمت ٹیکس) کی وصولی زیادہ ہوگی، لاک ڈاؤن اور ان لاک کے مختلف مرحلوں میں بازار میں رقم نہ ہونے کی وجہ سے جی اس ٹی کی وصولی اس قدر متاثر ہو گئی تھی کہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مابین یہ تکرار کا سبب بن گیا تھا، لیکن اکتوبر میں جی اس ٹی کی وصولی رکارڈ توڑ رہی ہے، سرکار کی جانب سے جاری اعداد وشمار کے مطابق ۲۰۲۰-۲۱ کے مالی سال میں ۱۰۵،۱۵۵ کروڑ روپے کی وصولی ہوئی جب کہ ایک سال قبل صرف ۹۵۳۷۹ کروڑ کی وصولی ہوئی تھی، اپریل ۲۰۲۰ء میں جی اس ٹی کی وصولی ۳۲،۱۷۲ کروڑ تھی جو ستمبر میں بڑھ کر ۹۵۴۸۰ کروڑ ہو گئی، یعنی ۲۰۱۹ء کے اسی مہینہ کے مقابلے چار فی صد کا اضافہ ہوا، یہ خبر خوش کن ضرور ہے، لیکن جی اس ٹی کی وصولی میں اس اضافہ کو ملک کی معاشی صورت حال کے بہتر ہونے کا اشاریہ نہیں مانا جا سکتا، کیوں کہ تیوہار کے موسم کے ختم ہونے کے بعد ان اعداد وشمار کے پھر سے گر جانے کا خطرہ پورے طور پر منڈلا رہا ہے۔

یادوں کے چراغ — : مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

چچا جان حضرت مولانا عبدالوحید صدیقی صاحبؒ-یادوں کے دریچے سے

موبائل کی آواز نے بتایا کہ کوئی یاد کررہا ہے، میں نے آن کیا، تو مانوس آواز آئی، علیک سلیک کے بعد دوسری طرف سے صحت کا حال پوچھا گیا، میں نے پوچھنے والے کا شکریہ اور خدا کا شکرادا کیا، ''پہلے سے بہتر ہوں، اور بہت بہتر ہوں'' پھر مرض کی تفصیل پوچھی گئی، وہ بھی بتادی گئی تو مشورہ ملا، کہ ''دوا کی پابندی کیجئے اور آپ بہت کام کرتے ہیں اب تو ذرا آرام کیجئے، طبیعت صحیح ہوجائے گی''۔ میرا دماغ اس لفظ پر ٹھہر گیا، وہ آواز آتی رہی، جس میں مضمون کا مطالبہ تھا، میں نے عرض کیا دو ماہ سے سخت بیمار ہوں، یوں بھی مشکل ہی کچھ لکھ پاتا ہوں، ابھی تو واقعی ''عذر شرعی'' ہے۔ مگر کیا کہیے، ہم لوگوں نے شریعت کا پاس ولحاظ رکھا ہوتا تو بہت سے مسائل پیدا ہی نہ ہوتے، میرا مرض مضمون کے اصرار تلے دب گیا، ہامی بھرلی، اور یہ تحریر اسی اصرار کی رسید ہے۔ گفتگو آئی گئی ہوگئی، مگر میرا دماغ دیر تک اسی لفظ پر ٹھہرا رہا ـــــ ''طبیعت صحیح ہوجائے گی''۔

ان الفاظ میں کوئی خرابی نہیں، اس جملہ میں جو جذبہ ہے، نیک ہے، ایسے جملے کانوں تک پہونچتے رہتے ہیں، لیکن نہ جانے کیا بات ہے بہت سے چلے ہوئے جملے ذوق پر کھرے نہیں اترتے، لغت اور نحو وصرف کے دائرہ میں بعض چیزیں درست ہوتی ہیں مگر زبان کی تہذیب اسے گوارہ نہیں کرتی، صحتمندی کے لئے ''طبیعت صحیح ہوگئی'' ''مزاج درست ہوگیا'' کہا کرتے ہیں۔ مگر مزاج کب درست ہوتا ہے، اور طبیعت کب صحیح ہوتی ہے؟ اکثر وبیشتر اس وقت جب جبری خاطر داریوں سے واسطہ پڑچکا ہوتا ہے۔ زبان کا استعمال آسان ہے، الفاظ کا برتنا کٹھن! ذوق کے سایہ میں پلی بڑھی، احتیاط کی چھلنی سے گزری ہوئی زبان جب جملوں کے سانچہ میں ڈھلتی ہے، تو بڑا نکھرا ستھرا ادب سامنے آتا ہے، میرے چچا جان مولانا عبدالوحید صدیقی مرحوم ومغفور بسیار نویس ہونے کے باوجود اسی ''ادب'' کے نمائندہ تھے۔

چاہے تقریری مرحلے ہوں یا قلمی معرکے، وہ ایک متعین اونچے معیار سے شاید ہی نیچے پھسلے ہوں، زبان کی تہذیب ان کے دل ودماغ میں رچی بسی تھی، اور وہ ان کا مزاج بن گیا تھا، لفظوں کے برتنے کا وہ فن جانتے تھے، اور اس فن کا بے ساختہ اظہار اس وقت ہوتا جب ''نئی دنیا'' کے لئے وہ خبریں مرتب کررہے ہوں، یا اداریئے لکھ رہے ہوں، ان کا صحافتی قلم زبان کا معیار اور وقار قائم رکھتا، وہ نئی ترکیبیں بھی گڑھتے تھے، (جملے بھی چلاتے تھے) اور طنز کے نشتر بھی ان کی صحافت کا ضخیم سرمایہ ہے، مگر وہ ان مرحلوں سے اتنا کامیاب گزرتے تھے، کہ ذوق لطیف سبحان اللہ کہہ اٹھتا تھا۔ چچا جان کی زندگی کا ایک حصہ معرکوں میں گزرا، بڑا حصہ خدمت میں، اگر کوئی پڑھا لکھا ایم، اے ان پر پی، ایچ، ڈی کرے، تو زبان وادب خاص طور پر صحافتی ادب پر بڑے کام کی چیز سامنے آجائے گی۔ اور آج کی صحافت اور صحافتی ادب کے بیچ کی مٹی مٹی سی لکیر نمایاں ہوجائے گی۔

میں کبھی کبھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اور جب پہونچتا دو تین گھنٹے بیٹھتا تھا، وہ مجھے بھائی کی اولاد کی طرح مانتے تھے، زندگی کے واقعات اور چھوٹے بڑے معرکوں کی دلچسپ روداد سناتے۔ اس زمانہ میں میرے مضامین چھپا کرتے تھے، جن پر اکثر میرا قلمی نام ہوتا تھا، ایک دفعہ انھوں نے کسی مضمون کے ترجمہ کی تعریف کی، مضمون نکال کر دکھایا، اور کہا کہ دیکھو کتنا سلیس ترجمہ ہے، لگتا ہے کہ یہ مضمون اردو میں ہی لکھا گیا ہے، میں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ یہ ترجمہ آپ کے بھتیجے کا ہے۔ بڑی تیز نگاہوں سے مجھے گھور کر دیکھا اور بے ساختہ تیز لہجہ میں کہا ''جب چھپتے ہو تو چھپتے کیوں ہو؟'' پھر مائل بہ کرم ہوئے اور یوں گویا ہوئے جیسے راز کی بات دل میں اتارنا چاہ رہے ہوں، ''میاں! جب تک چھپنے کی خواہش نہ ہوگی، نہ لکھوگے نہ لکھنا آئے گا۔ جم کر لکھو اور نام کے ساتھ چھپو۔''

ایک بار انھوں نے مجھے مشورہ آمیز حکم دیا کہ بزرگوں کے واقعات ذرا نئے انداز پر لکھ کر بھیجو، میں نے تین چار واقعات پر مشتمل ایک مضمون ان کی خدمت میں بھیج دیا، عنوان کے نیچے میرا قلمی نام تھا، انھوں نے پورے مضمون کو ہدیٰ یا ہما میں کسی ترمیم کے بغیر چھپوا دیا، یاد آتا ہے اس مضمون پر میرا نام بھی چھپا تھا، پھر گھومتا پھرتا ان کی خدمت میں پہونچا، سلام ودعا کے بعد سیدھا پوچھا، ''آپ اپنی حرکت سے اب تک باز نہیں آئے'' سمجھ بوجھ کر بھی سوال کیا، کیا غلطی ہوگئی؟ ـــــ ''قلمی نام سے لکھنے کا شوق کب ختم ہوگا؟ اگر آپ مضمون نگاری کو غلط سمجھتے ہیں، تو لکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ اور اگر یہ کوئی مجرمانہ حرکت نہیں ہے، تو نام کے ساتھ چھپنے میں دشواری کیوں محسوس کرتے ہیں؟ لگتا ہے آپ میں خانقاہی اثرات زیادہ درآئے ہیں۔''

دیر تک سمجھاتے رہے، تم میں لکھنے کے ''جرثومے'' موجود ہیں، الفاظ کی شناخت اور استعمال کا طریقہ بھی آتا جارہا ہے، ان صلاحیتوں کی قدر کرو، ان کی حفاظت کرو، برابر لکھا کرو، اچھی ترکیبیں، اچھوتی تعبیریں، دل کو چھو لینے والے اشعار یاد رکھا کرو اور انھیں سلیقہ کے ساتھ اپنے مضامین میں کھپا دیا کرو، یہ سرقہ نہیں، حسن استعمال ہے۔ پھر میرے کسی مضمون کو پڑھا اور کہنے لگے کہ بعض دفعہ لغت اور گرامر کے لحاظ سے چیز درست ہوتی ہے، پھر بھی کچھ جھول محسوس ہوتا ہے، جملوں میں کچھ کمی کمزوری سی لگتی ہے، یہ تمیز زبان دانوں میں بیٹھ کر آتی ہے، اچھی کتابوں کے ذریعہ یہ ذوق پیدا ہوتا ہے، مسلسل مطالعہ سے پروان چڑھتا ہے، پھر بولنے اور لکھنے کی زبان بے داغ ہوجاتی ہے۔

ایسی ہی کسی ملاقات میں انھوں نے مجھ سے پوچھا تم ''فکر'' کو مذکر کیوں لکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ''فکر'' میں تشویش اور فکرمندی کا مفہوم بھی ہے، (مہینوں سے آپ کا حال معلوم نہیں ہوا مجھے بڑی فکر تھی) اور انداز نظر ''مستقل سوچ'' کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، (ان کی سمجھ قابل اعتماد اور ان کا فکر مستحکم تھا) معنی کے فرق سے تذکیر اور تانیث میں فرق آتا ہے اور استعمال میں وہ فرق سامنے آجاتا ہے، میں نے آہستہ آہستہ بڑے ادب کے ساتھ دونوں لفظ کے معنوی فرق کے ساتھ تذکیر وتانیث کی وضاحت کی۔ وہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ ایسے ہی ہے، جیسے ''ربڑ''۔ اگر محنت، مشقت، تھکاوٹ کے معنی میں استعمال کیا جائے تو مؤنث ہے، اور حرف کو مٹانے والے آلہ کے معنی میں بولا جائے تو مذکر مستعمل ہے!۔ مگر مجھے بعد میں حیرت ہوئی جب ''فکر'' کے استعمال میں یہ معنوی فرق ان کی تحریروں میں میری نظر سے نہیں گزرا۔

وہ چاہتے تھے کہ ان سے تعلق رکھنے والے، ان کے عزیز ان کے تجربوں سے فائدہ اٹھائیں، ان کا قلم رواں ان کی زبان شستہ رہے، اس لئے وہ سمجھاتے، ٹوکتے اور کبھی ڈانٹتے بھی تھے، یہ ان کی عزیز نوازی تھی۔ میں نے کسی مضمون میں ''نہ ہی'' لکھا تھا، ملاقات ہوئی، تو انھوں نے ٹوکا ''تمہارے اس مضمون میں تین لفظوں کا استعمال میرے ذوق کے خلاف ہے، اس طرح نہ لکھا کرو۔ انھوں نے تینوں جگہ انگلی رکھ کر بتادی، میں نے ہلکی سی جرح وبحث کی، جواباً فرمایا کہ زبان کا قانون اپنی جگہ، زبان کی اخلاقیات بھی تو کوئی چیز ہے؛ اور یہ ''نہ ہی'' تو ذوق لطیف پر بار گراں ہے۔'' میں نے عرض کیا کہ یہ ''نہ ہی'' کبھی نہیں لکھوں گا۔ پوچھا یہ فیصلہ فوراً کیوں کرلیا''، عرض کیا کہ خدا کو بے دلیل ماننے والا خدا کے بندوں کی بھی دو چار بات بے دلیل مان لے تو قیامت نہیں آجائے گی، وہ سرتا پا خوش ہوگئے، اور چچا جان کی نصیحت کے احترام میں پھر کبھی یہ لفظ نہ میری زبان سے نکلا نہ قلم سے۔

شان خط پختہ تھا، کہیں کہیں خط شکستہ کے اثرات ملتے تھے، ہوسکتا ہے وہ جوانی میں خوش خط رہے ہوں ـــــ ان کی تعلیم مدرسہ میں ہوئی تھی، اُس زمانہ میں مدرسوں کے پڑھے پڑھائے عام طور پر خوش خط ہوتے تھے، اردو زبان وادب کی اشاعت وحفاظت میں مدرسوں کا جو حصہ رہا ہے، خوش خطی اس کا ایک پہلو ہے، جس کی طرف اب مدرسوں میں بھی توجہ کم دیجاتی ہے۔ چچا جان کی جو تحریریں میری نظر سے گذریں، وہ سب ان کے بڑھاپے کی۔ ان کی زودنویسی نے شان خط کو متاثر کیا تھا، مگر اس کے پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی، ہاں وہ ''ھ'' کو ہائے ہوز سے لکھا کرتے تھے، پتھر کو پتہر، سمجھا بوجھا کو سمجہا بوجہا، چھیڑ چھاڑ کو چہیڑ چہاڑ، وغیرہ۔ یہ خط شکستہ کے اثرات تھے، ممکن ہے ان کے کوئی استاد خط شکستہ کے عادی رہے ہوں۔

ان کی طبیعت میں بڑا جماؤ تھا، مزاج میں بڑی خود اعتمادی تھی، شاید اس لئے بھی وہ اس طرز تحریر کو سنبھالے رہے۔ وہ دین وعلم، زبان اور تہذیب کے ماضی سے اچھی طرح واقف تھے۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ ماضی سے کٹ کر مستقبل کی تعمیر ریت پر عمارت ثابت ہوتی ہے۔ شاید اس لئے بھی وہ خط شکستہ کے شکستہ نقوش کو کاغذ پر سجاتے تھے، کبھی کبھی لاشعور کے غیر محسوس نقوش، ارادی عمل بن جاتے ہیں، ان کی تحریروں کے تفرادت کو انہیں کا حصہ سمجھئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ماضی سے گہری اور شعوری وابستگی کے باوجود حال کی پرکھ، نئے کو قبول کرنے کا حوصلہ، اور کچھ کرگذرنے کیلئے بہت کچھ کھونے کا ان میں دم تھا۔ روزنامہ نئی دنیا کی اشاعت اور پارلیمنٹ کے الیکشن میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ کے مقابلہ میں کھڑے ہونے سے لے کر ''ہما'' اور ''ہدیٰ'' کو آب وتاب کے ساتھ نکالنے میں یہی مزاج کام کررہا تھا۔

جس زمانہ میں ماہنامہ ''ہما'' اور ''ہدیٰ'' ڈائجسٹ پورے ملک میں ہاتھوں ہاتھ لیا جارہا تھا میں نے انہیں مبارکباد دی، کہنے لگے، ولی میاں! کامیابیوں کو سب دیکھتے ہیں قربانیاں نظر نہیں آتیں، جب میں نے طے کیا کہ ایک معیاری ماہنامہ نکالنا ہے بڑی تنگدستی کا زمانہ تھا، میرے پاس کوئی قابل ذکر اندوختہ نہیں تھا، ایک رہائشی مکان تھا، میں نے اس سے بھی ہاتھ اُٹھالیا، سونچا، قسطوں میں خودکشی سے بہتر ہے کہ ایک بار چھلانگ لگا دیجائے، خدا نے مجھے سلیقہ کی دولت اور حوصلہ کا سرمایہ دیا تھا، میں نے اپنے مکان اور اپنے وجود کو اس ماہنامہ میں جھونک دیا۔ خدا نے دستگیری کی، دوستوں نے تھوڑی مدد کی، اور چار شماروں کے پیسے ہوگئے تو پہلا شمارہ مارکیٹ میں آیا، اور ملک بھر میں پسند کیا گیا، آرڈر آنے لگے اور تعریفی خطوط کی بھرمار ہوگئی، میں نے شعار بنالیا۔

ع مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے!

ان میں عزیز نوازی بھی تھی، دوسروں کو آگے بڑھانے کا حوصلہ بھی تھا اور وقت پر کام آنے کا مزاج بھی۔ ایک واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا: یہ بات ۷۰ء کی ہوگی، جامعہ رحمانی مونگیر میں پڑھاتا تھا، انتظامیہ میں مشورہ ہوا، اور ایک خاص پس منظر میں طے پایا کہ ماہنامہ کا رجسٹریشن کرایا جائے، لکھنے، لکھانے، چھپوانے، اور پہونچانے کی ذمہ داری میرے حوالہ کی گئی، میں نے دو شرط رکھی، ایک تو یہ کہ عام پرچوں میں یہ زیر نگرانی اور زیر سرپرستی جو اندرونی ٹائیٹل پر جلی قلم اور پختہ روشنائی سے چھپا ہوتا ہے، نہیں ہوگا، دوسرے کسی ذمہ دارانہ حیثیت سے میرا نام نہیں ہوگا، اس تجویز سے اتفاق ہوگیا، تو نام پر بات ٹک گئی، بعضوں نے ایسے گاڑھے گاڑھے نام تجویز کئے جن کا حلق سے اترنا مشکل تھا، مگر اجتماعی زندگی میں حلق سے نیچے نہ اترنے والی چیز کبھی کبھی معدے میں اتار لی جاتی ہے، میں نے سارے مشورے نوٹ کرلئے اور چچا جان کو خط لکھا، صورت حال کی وضاحت کی، اور لکھا کہ چالیس سال پہلے جامعہ رحمانی سے الجامعہ نکلتا تھا، جس زمانہ (۱۹۲۷ء) میں یہ نکلا تھا، اس وقت کے لحاظ سے یہ نام ٹھیک اور سبک ہوگا، مگر اب الف لام کا اضافہ ذرا بوجھل لگتا ہے اور الف لام ہٹا دیا جائے۔ تو ''جامعہ'' کے نام سے رسالہ نکلتا ہے۔ اس لئے رجسٹرار آفس سے منظوری نہیں مل سکتی رہنمائی کیجئے، چند دنوں کے بعد ان کا جواب آگیا، بڑی ہمت افزائی کی، اور لکھا کہ تمہارے دادا حضرت مولانا محمد علی مونگیری کسی زمانہ میں صحیفہ رحمانیہ نکالا کرتے تھے، تمہارے والد ''الجامعہ'' کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں، مگر تم غیر مرکب غیر معرب نام چاہتے ہو تو ''صحیفہ'' نکالو، ماضی سے رشتہ بھی قائم رہے گا، اور خانقاہی پس منظر میں یہ نام پسند کیا جائے گا۔ کرم انھوں نے یہ بھی کیا کہ متعلق دفتر میں اپنے تعلق کو استعمال کرتے ہوئے یہ نام محفوظ کرادیا، اور مجھے لکھا کہ فوراً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دفتر میں دس ناموں کے ساتھ درخواست دی جائے اور ان کی توثیق کے ساتھ دہلی دفتر کو کاپی بھیج دی جائے، اور اس کی نقل میرے نام روانہ کی جائے۔ ان کی اس توجہ فرمائی نے کام بہت آسان کردیا، ''صحیفہ'' کا رجسٹریشن ہوگیا، اور ماہنامہ نکلنے لگا۔ (بقیہ صفحہ ۹ ر پر)

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

مولانا رضوان احمد ندوی

دنیا میں قومیں اخلاق وکردار کی پاکیزگی اور اعلیٰ وفکری صلاحیتوں کی بنیاد پر ترقی کرتی ہیں، اسی سے قوموں کو صالح خون اور صحت مند معاشرہ کو استحکام ملتا ہے، اور جو معاشرہ جنسی بے راہ روی، بے حیائی، عریانیت اور بدکرداری کے دلدل میں پھنسا ہوتا ہے وہ پاکیزہ معاشرہ کی ردائے عفت کو داغدار بنا دیتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے فواحش اور بے حیائی کی روک تھام کے لئے دور دور تک پہرے بٹھائے ہیں، تاکہ آبگینۂ عصمت کو پاش پاش ہونے سے محفوظ رکھا جاسکے، اگر طاغوتی نظام وقانون، ماحول اور فضا میں تکدر وگھٹن پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو نفس مطمئنہ اپنے کردار کی نسیم جانفزا سے صحت مند معاشرہ، زندگی گذارنے کے لیے خوشگوار فضا اور کردار کا ماحول نہایت حسین بناتی ہے لیکن ایسے معاشرے جو فیشن زدہ ماحول سے متاثر ہیں وہاں زنا اور ناجائز جنسی تعلقات کے واقعات اکثر رونما ہوتے ہیں؛ حالانکہ زنا ایک سنگین جرم اور اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا عمل ہے۔ اسی لئے قرآن مجید کا ارشاد ہے، تم زنا کے قریب تک نہ جاؤ اس لئے کہ وہ بے حیائی کا کام اور بری راہ ہے۔ (القرآن) زنا کی تعریف کرتے ہوئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی زندہ عورت کے ساتھ رحم کی جانب سے مباشرت ومجامعت کرنا جو نکاح میں نہ ہو اور نہ اس کے ملک میں ہونے کا شبہ ہو زنا کہلاتا ہے اور عورت زانیہ اس وقت کہلائے گی جب کہ وہ اس حالت میں مرد کو اپنے ساتھ اس فعل کا ارتکاب کرنے دے تو یہ عمل (زنا) کہلائے گا۔ (بدائع الصنائع ج ۷)

ارتکاب زنا سے پورے عالم انسانیت کی تباہی وبربادی، قبیلہ وخاندان کی ذلت ورسوائی ہوتی ہے، اس سے کسی شخص کا حسب ونسب محفوظ نہیں رہتا۔ بلکہ انسان کے اخلاق وعادات اور مزاج وماحول تک بگڑ جاتے ہیں اور بقول حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کہ زنا کے زہریلے اثرات سے انسان کے اندر بھلے اور بُرے کی تمیز باقی نہیں رہتی اور خباثت مرغوب ہو جاتی ہے۔ حلال وحرام کی بحث نہیں رہتی اور جو عورت اس کو پسند آتی ہے اس کا اصلی مقصد اس سے زنا کرنا اور اس کو زنا کاری پر راضی کرنا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن) اسی لئے قرآن کریم اور حدیث نبوی میں تمام جرائم میں فحش ترین جرم زنا کو قرار دیا اور اس کی سزائیں بھی سخت مقرر کی گئیں ارشاد ربانی ہے کہ اگر غیر شادی شدہ مرد وعورت نے زنا کیا ہے تو ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور اگر شادی شدہ مرد وعورت نے زنا کیا ہے اور شہادت کے شرعی اصول بھی پائے گئے تو زانی مرد وعورت کو رجم و سنگسار کردو...... جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے حضرت ماعز اسلمی اور غامدیہ کو رجم کرنے کا حکم فرمایا قانون سزا کے نفاذ میں کسی قسم کی نرمی ومداہنت اور سفارش کو ناقابل برداشت اور موجب ہلاکت قرار دیا گیا ہے، آپ ﷺ نے قریش کی ایک خاتون پر قطع ید کی حد جاری فرمائی تو حضرت اسامہؓ نے اس کی سفارش کی، حضور اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ پر اپنی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا اتشفع فی حد من حدود الله کیا تم حدود اللہ میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو، البتہ اجراء حد میں زانی اور زانیہ کا صحت مند اور باشعور ہونا ضروری ہے۔ پاگل ومجنون اور بیمار وکمزور پر حد جاری نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے مہلت دی جائے گی کہ وہ قوی وتندرست ہو جائیں، حدود شرعیہ کے جاری کرنے کے لئے یہ امر بھی قابل لحاظ رہے کہ اس میں اعتدال وتوازن کا پہلو غالب رکھا جائے یعنی دُرّے یا کوڑے متفرق اعضاء پر لگائے جائیں؛ کیونکہ حد صرف زجر کے واسطے ہے، مقصود کسی کو جان مارنا نہیں ہے۔

یہ بات قابل لحاظ رہے کہ شریعت اسلامیہ میں حد زنا جاری کرنے کے لئے چار عادل مرد کی شہادت کا ہونا جس میں کوئی اشتباہ نہ ہو شرط ہے، قبولیت شہادت کی ایک دوسری شرط یہ بھی ہے کہ گواہی دینے والے کی مجلس شہادت بھی ایک ہو اگر مجلس بدل گئی تو شہادت غیر معتبر ہوگی، اسلامی فقہ کی ایک معرکۃ الآراء کتاب ''بحر الرائق'' میں لکھا ہے کہ...... صحت شہادت کے لئے اتحاد مجلس لازم وضروری ہے اگر شہادت مختلف مجالس میں دی گئی تو وہ قبول نہیں کی جائے گی (بحر الرائق ج ۵/۵) اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی شخص پر زنا کا الزام کوئی شخص اسی وقت لگانے کی جرأت کرے گا جبکہ اس کے اس فعل خبیث کو خود اپنی انکھوں سے دیکھا بھی ہو اس کے ساتھ اور تین مردوں نے بھی دیکھا ہے۔ اگر شہادت دینے والا منفرد شخص ہے یا نصاب شہادت کو نہیں پہونچ رہا ہے تو صریح زنا کے الفاظ میں تو شہادت نہ دے مگر بے حجابانہ اختلاط کی گواہی دے سکتا ہے اور حاکم وقاضی اس پر تعزیری سزا بعد ثبوت جرم نافذ کرسکتا ہے، اس لئے کہ دو محرم مرد وعورت کو یکجا قابل اعتراض حالت میں بے حیائی کی باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی شہادت دینے پر کوئی پابندی نہیں ہے، اگر عورت بذات خود زنا بالجبر کا مقدمہ دائر کرکے فیصلہ چاہتی ہے تو قاضی وحاکم مسئلہ کی نوعیت اور حقیقت حال کی تحقیق کے بعد زانی کو سزائیں دے سکتا ہے...... جن ممالک میں اسلامی حکومت قائم نہیں ہے وہاں شرعی پنچایت یا قاضی شریعت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مناسب جرمانہ یا قطع تعلق کے ذریعہ مجرم کی تنبیہ کرے تاکہ آئندہ وہ جرم کا ارتکاب نہ کرسکے نیز دوسروں کے لئے سامان عبرت ہو اور مجرم کو چاہئے کہ وہ خوب توبہ واستغفار کرتا رہے۔

حدود شرعیہ کو نافذ کرنے کے لئے چار گواہوں کی بظاہر حکمت ومصلحت یہ ہے کہ اس معاملہ میں چونکہ دو افراد ملوث ہوتے ہیں، مرد اور عورت، گو یہ ایک ہی معاملہ ہے؛ لیکن دو کے حکم میں ہے اور ہر ایک معاملہ دو گواہوں کا تقاضہ کرتا ہے لہٰذا اس کے لئے چار چشم دید گواہ ضروری ہیں، اگر چار افراد سے کم لوگ زنا کی گواہی دیں تو ان کی گواہی غیر معتبر ہوگی۔ ایسی صورت میں مدعی اور گواہ سب جھوٹے قرار دئے جائیں گے اور ایک مسلمان پر زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے حد قذف جاری کردی جائے گی۔ یعنی زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی وجہ سے اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ آج جو لوگ اسلامی سزاؤں کو غیر مہذب وحشیانہ اور ظالمانہ بتا رہے ہیں اگر وہ اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں دیکھ لیں تو غیرت مند انسان دونوں کو اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔ ان مغرب زدہ انسانوں کو اپنی گردن شرم سے جھکا دینی چاہئے کہ انہوں نے اپنے معاشرے میں عورتوں کے ساتھ حیوانیت ودرندگی کا سارویہ اختیار کرتے ہوئے عورتوں کو گناہ کی دیوی اور بُرائی کی جڑ بتلایا، ان کی نظر میں عورت ہی مجرم ہے، وہ مردوں کو دعوت گناہ دیتی ہے، ان ترقی پسند ممالک میں زنا کے واردات سے حرامی بچے بچیوں کی تعداد لاکھوں سے زیادہ ہوگئی ہے۔

بے حیا باش، ہرچہ خواہی کن

جنسی تعلقات کے سلسلہ میں مغربی معاشرہ جن اخلاقی بحران اور الجھن کا شکار ہے اس کی کوئی جھلک ہمیں تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ ابھی حالیہ دنوں میں صدر فرانس ایمانوئیل میکرون نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو ریمارک کئے وہ اس کے اسی معاندانہ نقطۂ نظر اور فحاشانہ ذہنیت کی کارفرمائی تھی۔ واقعہ یوں ہے کہ صدر فرانس ایمانوئیل میکرون نے بدنام زمانہ متنازعہ فرانسیسی میگزین چارلی ہیبدو میں آقائے دوجہاں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کارٹونوں کی اشاعت کو اظہار رائے کی آزادی قرار دے کر پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، اس کے اس شرمناک نظریہ کے بعد فرانس میں صورت حال کشیدہ ہوگئی، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکوں کے اس معاملہ میں ایک اسکول ٹیچر سیموئیل پیٹی کے ہلاک ہونے کے بعد فرانس حکومت نے مسلمانوں کے خلاف گویا بگل بجا دیا ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر خوف ودہشت طاری ہے، خبروں کے مطابق اب تک سو سے زیادہ مسلمانوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے، کئی مساجد کو سیل کردیا گیا، اماموں پر جرمانہ عائد کیا گیا، اس ساری صورت حال کی وجہ سے مسلمانوں اور حکومت کے درمیان خلیج بڑھتی جارہی ہے، اور مسلمانوں میں عدم تحفظ اور احساس بیگانگی میں اضافہ ہو رہا ہے، فرانس کے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ملک میں مسلمانوں کی تعداد ۶۰/لاکھ سے زیادہ ہے اور جن علاقوں میں مسلم آبادی معتد بہ تعداد میں ہے، وہاں خفیہ ایجنسیاں تعینات کردی گئی ہیں، تاکہ مسلمانوں کی نقل وحرکت پر کڑی نگاہ رکھ سکیں، کیوں کہ فرانسیسی حکومت مذہبی تنوع کو برداشت نہیں کر پا رہی ہے، اور یہ سیکولرزم کے نام پر ایک طرح کا آمرانہ فکر ونظر کا شاخسانہ ہے۔

یہاں آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ موجودہ صدر فرانس ایمانوئیل میکرون یہ وہی بدکردار انسان ہے، جس نے پندرہ سال کی طالب علمانہ زندگی میں چالیس سالہ عورت اور تین بچوں کی ماں خاتون ٹیچر کے ساتھ ناجائز تعلقات استوار کیے، جب اس خاتون ٹیچر کے شوہر کو اس خیانت وخباثت کی خبر ملی تو اس نے انتظامیہ کے مشورے سے دونوں کو الگ الگ دور دراز شہروں کے اسکولوں میں منتقل کرادیا، تاکہ عشق بازی وہوسناکی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے، مگر ستم ظریفی کہئے کہ دونوں کے اندر جنسی جذبے کے شعلے بھڑکتے ہی رہے، یہاں تک کہ ۱۳/سال تک دونوں آپس میں ناجائز تعلقات قائم کرتے رہے، شوہر نے تنگ آکر عورت کو ۲۰۰۶ء میں طلاق دے دیا، علاحدگی اختیار کرنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں عورت نے اپنے اسی بدکردار شاگرد سے شادی کرلی، آج وہی بدکردار انسان ملک فرانس کا صدر بنا ہوا ہے، جس کی پرورش وپرداخت خود بدکاری وفحاشی کے ماحول میں ہوئی۔ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی اہانت کو آزادیٔ اظہار رائے سے تعبیر کر رہا ہے، اور بسا اوقات مسلمانوں کو وہاں کے تہذیبی اقدار میں ڈھلنے کا مشورہ بھی دیتا رہتا ہے، حالانکہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمت کی مدح سرائی کرتے ہوئے ایک مغربی مؤرخ مائیکل ہارٹ نے تاریخ انسانی کے سو منتخب شخصیتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیت کا مستحق قرار دیا، مگر جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، انہیں ہر جگہ تنکا ہی نظر آتا ہے، اس لیے وہ ہمیشہ غلط نتائج تک ہی پہونچتے ہیں، اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اسلام کا چراغ پھونکوں سے بجھایا نہیں جاسکتا۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فرانس کی اندرونی سیاست کی کشمکش کا اکثر نزلہ مسلمانوں پر ہی گرتا ہے، فرانس کے اندر انتہائی دائیں بازو کی سیاست داں میرین لیپین کی پارٹی بہت مضبوط پارٹی ہے، جس کو صدر فرانس اپنے لیے بڑا خطرہ تصور کرتا ہے اور وہ اس میں مسلمانوں کو گھسیٹنا چاہتا ہے، گرچہ فرانس نیوکلیر ہتھیاروں اور مادی اعتبار سے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار کیا جاتا ہے، لیکن وہاں کی حکومت کی تنگ نظری اور میڈیا وذرائع ابلاغ کے مذہبی تعصب اور سنگ دلی نے حقیقت تک پہونچنے میں رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں اور فرانس میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسی کا شاخسانہ ہے۔

''صدر فرانس ایمانوئیل میکرون یہ وہی بدکردار انسان ہے، جس نے پندرہ سال کی طالب علمانہ زندگی میں چالیس سالہ عورت اور تین بچوں کی ماں خاتون ٹیچر کے ساتھ ناجائز تعلقات استوار کیے، جب اس خاتون ٹیچر کے شوہر کو اس خیانت وخباثت کی خبر ملی تو اس نے انتظامیہ کے مشورے سے دونوں کو الگ الگ دور دراز شہروں کے اسکولوں میں منتقل کرادیا، تاکہ عشق بازی وہوسناکی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے، مگر ستم ظریفی کہئے کہ دونوں کے اندر جنسی جذبے کے شعلے بھڑکتے ہی رہے، یہاں تک کہ ۱۳/سال تک دونوں آپس میں ناجائز تعلقات قائم کرتے رہے، شوہر نے تنگ آکر عورت کو ۲۰۰۶ء میں طلاق دے دیا، علاحدگی اختیار کرنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں عورت نے اپنے اسی بدکردار شاگرد سے شادی کرلی، آج وہی بدکردار انسان جس نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں ہی ایک استاذ کی عزت وناموس کی دھجیاں اڑائیں، ملک فرانس کا صدر بنا ہوا ہے، جس کی پرورش وپرداخت خود بدکاری وفحاشی کے ماحول میں ہوئی۔ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی اہانت کو آزادیٔ اظہار رائے سے تعبیر کر رہا ہے، اور بسا اوقات مسلمانوں کو وہاں کے تہذیبی اقدار میں ڈھلنے کا مشورہ بھی دیتا رہتا ہے''

مولانا ابوالکلام آزاد کے نظریۂ اتحاد اور ان کی خدمات کو عام کرنے کی ضرورت

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

عظیم مجاہد آزادی، آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کے یوم پیدائش (۱۱ر نومبر) کے موقع پر قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آج کے دور میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی ہمہ جہت دینی و علمی شخصیت، فکر وفن، قومی اتحاد کے پیغام، خدمات اور کارناموں کو نئی نسل تک پہونچانے کی ضرورت ہے۔ مولانا آزاد نے ہمیشہ مختلف قوموں کے درمیان اتحاد اور قومی یکجہتی کو فروغ دینے کے لیے متحدہ قومیت کا پیغام دیا، انہوں نے کہا کہ مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے مختلف قبائل کے درمیان اتحاد اور مسلمانوں کے درمیان آپس میں اتحاد کے ذریعہ وہاں کے باشندوں کو ایک دھاگے میں پرویا جس کی مثال میثاق مدینہ اور مواخاۃ کی صورت میں ہمارے سامنے ہے، مولانا آزاد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ کے اس طرز عمل اور اتحاد امت و اتحاد ملت کے پیغام کو گذشتہ صدی میں جس مضبوطی کے ساتھ عام کیا ضرورت ہے کہ آج بھی آپ کے اس اتحاد قومیت کے تصور کو عام کیا جائے اور برادران وطن کے درمیان جو فاصلے بڑھ رہے ہیں انہیں کم کیا جائے، اس وقت یہاں کے باشندے جس نازک دور سے گذر رہے ہیں، ضرورت ہے کہ مولانا آزاد کے افکار ونظریات کو عام کیا جائے۔ مولانا آزاد نے جن نازک حالات میں ملت کی عملی رہنمائی کی، آج بھی امت انہیں حالات سے دو چار ہے، ضرورت ہے کہ مولانا نے مذہبی اور سیاسی میدان میں ملت کی جس طرح رہنمائی کی ہے، اس کو مشعل راہ بنایا جائے۔ مولانا آزاد نے ملت کی تعلیمی ترقی کے لیے بھی مختلف جہت سے منصوبے بنائے، ان منصوبوں کو بھی بروئے کار لانے اور ان کے افکار ونظریات کو چراغ راہ بنانے کی ضرورت ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے تعلیم کو فروغ دینے کے لیے ہمہ جہت منصوبے بنائے، ہم ان منصوبوں کو زمین پر اتارنے کی جدو جہد کررہے ہیں۔ ملک کے پہلے وزیر تعلیم کی حیثیت سے انہوں نے سائنس وٹکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے بڑی جدو جہد کی اور اپنی وزارت تعلیم کی مدت کار میں انہوں نے مختلف تعلیمی اور ثقافتی اداروں کی بنیاد ڈالی جو آج ہندوستانی تعلیمی اداروں کی سرخیل ہیں؛ مثلا یو.جی سی، آئی آئی ٹی، آئی آئی ایم، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس بنگلور، للت کلا اکیڈمی، سنگیت ناٹک اکیڈمی، ساہتیہ اکیڈمی وغیرہ

مولانا آزاد فکر امارت شرعیہ کے اولین حاملین اور امارت شرعیہ کے بانیین میں شامل ہیں، امارت شرعیہ کے قیام کی پہلی نشست کی صدارت آپ نے ہی فرمائی تھی اور اسی مجلس میں امارت شرعیہ بہار کے قیام کا تاریخی فیصلہ ہوا تھا۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم ان کے افکار ونظریات کی تشہیر وتوسیع کریں اور ان کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش وجد وجہد کریں اور نئی نسلوں تک ان کے افکار ونظریات منتقل کریں، مولانا آزادؒ نے اس ملک کے بال و پر سنوارنے اور اسے استحکام بخشنے اور ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے جو قربانیاں دیں، قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی عزیمت وقربانی کے تذکرے اپنی تحریر وتقریر میں کرتے رہنے، ان کے بے پناہ خلوص واستقامت کی قدردانی اور سچی خراج عقیدت ہوگی۔

مولانا آزاد نے پورے ملک میں محبت، بھائی چارہ، ایک دوسرے کو قریب لانے، آپسی اتحاد، غلط فہمیوں کو دور کرنے، پورے ملک کے باشندوں کو ایک دھاگے میں پرونے پر زور دیا تھا، اور امارت شرعیہ بھی آج اسی پیغام کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔

قائم مقام ناظم صاحب نے مولانا آزاد کے نظریہ قومیت کو عام کرنے کا پیغام دیا اور کہا کہ مولانا آزاد نے مسلمانوں میں مذہبی شعور کے ساتھ سیاسی شعور بیدار کرنے کی مخلصانہ کوشش فرمائی، ان کا نظریہ تھا کہ مذہب کو سیاست اور سیاست سے مذہب کو الگ کر کے ہرگز کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی، اس وقت مولانا کی ان فکروں کی قدر بعض لوگوں نے نہیں کی، جس کا افسوس آج پوری ملت کو ہے، ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ ہم اپنی قیادت پر مکمل اعتماد کر کے زندگی گذاریں گے الحمدللہ اس وقت ہماری قیادت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب پوری فراست، بصیرت اور عزم وحوصلہ کے ساتھ فرمارہے ہیں، ان کی فکر بھی مولانا آزاد کی فکر سے ہم آہنگ ہے۔ آپ کی جرأت مندانہ قیادت میں امارت شرعیہ مولانا آزاد کے تعلیمی مشن کو آگے بڑھانے، قومی یکجہتی کے قیام اور اس کی مضبوطی اور ملت کے سیاسی، سماجی و مذہبی شعور کو بیدار کرنے کا کام اچھی طرح انجام دینے کا عزم رکھتی ہے۔

واضح ہو کہ مولانا آزاد کی پیدائش گیارہ نومبر ۱۸۸۸ء کو سعودی عرب (اس وقت کے حجاز مقدس) کے شہر مکۃ المکرّمہ میں ہوئی تھی اور وفات ۶۹ رسال کی عمر میں ۲۲ رفروری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ دو ٹرم انڈین نیشنل کانگرس کے صدر رہے پہلی بار ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۴ء تک اور دوسری بار ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۶ء تک۔ آپ ملک کے آزاد ہونے کے بعد ملک کے پہلے وزیر تعلیم بنے اور اپنی وفات تک اس عہدے پر قائم رہے۔

خودکشی ایک سنگین اور ناقابل معافی جرم

مولانا نورالحق رحمانی استاد المعہدالعالی امارت شرعیہ

اس وقت ملک میں خودکشی کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے، سال گذشتہ ۲۰۱۹ء کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس کی رو سے روزانہ اوسطاً تین سو اکیاسی لوگوں نے خودکشی کی ہے اور فی گھنٹہ ۱۵ر آدمیوں نے اور یہ تعداد دن بدن بڑھتی ہی جارہی ہے۔

اس خودکشی کے اسباب مختلف ہیں، جن میں سے ایک اہم سبب خاندانی جھگڑے ہیں، خاندانی جھگڑوں کے سبب خودکشی کرنے والوں کی تعداد ۳۲ رفیصد ہے، خاندان میں میاں بیوی کا جھگڑا، ساس اور بہو کا جھگڑا، نند اور بھاوج کا جھگڑا، بسا اوقات ان جھگڑوں سے تنگ آکر دلہن خودکشی کرلیتی ہے، ابھی چند دنوں قبل روزنامہ انقلاب میں یہ خبر نظر سے گذری، شوہر سے جھگڑے کے بعد بیوی نے خودکشی کی، اور نیچے اس خبر کی تفصیل اس طرح درج ہے: داناپور کے تھانہ روپس پور کے آئی اے ایس کالونی میں ایک خاتون کی خودکشی کا معاملہ سامنے آیا ہے، پولس موضع واردات پر پہنچی اور لاش کو قبضہ میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لئے سب ڈویژنل اسپتال بھیج دیا اور اس کے والد کو اطلاع دی، پولس مزید کارروائی کے لئے میکے والے کے آنے کا انتظار کررہی ہے، موصولہ اطلاع کے مطابق اتر پردیش کے سلطان پور کی ''پونم مشرا'' اپنے شوہر کہنا مشرا اور بچوں کے ساتھ آئی اے ایس کالونی میں رہتی تھی، کہا جاتا ہے کہ پونم نے رات کسی بات پر اپنے شوہر سے جھگڑا کیا تھا، اس کے بعد وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کرلیا، کافی وقت گذرنے کے بعد بھی دروازہ نہیں کھلا تو گھر والوں نے آواز دی تو بھی اندر سے کوئی جواب نہیں ملا، تو دروازہ توڑ کر لوگ اندر داخل ہوئے تو پونم کو پھندے سے لٹکا ہوا پایا، اس کے بعد اسے پھندے سے اتار کر اسپتال لے جانے کی کوشش کی گئی جب تک وہ دم توڑ چکی تھی (انقلاب پٹنہ ۲۵ر اکتوبر ۲۰۲۰ء)

زوجین کا ازدواجی رشتہ ایک مقدس اور پاکیزہ رشتہ ہے، یہ محض ایک جسمانی رشتہ نہیں، بلکہ اس سے زیادہ یہ دینی اور روحانی رشتہ ہے اور مذہب کی مقدس تعلیمات اسے وحدت، قوت اور دوام واستحکام عطا کرتی ہے، قرآن کریم کے نقطہ نظر سے اس رشتے کی روح باہمی الفت ومحبت اور خیر خواہی ورواداری ہے اور قرآن وحدیث میں زوجین کے حقوق تفصیل سے بیان کئے گئے اور دونوں فریق کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق معروف طریقے پر کشادہ دلی کے ساتھ ادا کریں اور اپنے حقوق کے سلسلے میں چشم پوشی اور عفو ودرگذر سے کام لیں، مرد چونکہ صنف برتر کی حیثیت رکھتا ہے، اور خاندانی نظام میں اسے سربراہی اور فوقیت کا درجہ حاصل ہے، اس لئے اسے خاص طور پر حسن معاشرت برتنے اور نرم رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا ہو اور خود اپنے متعلق فرمایا کہ میں تم سب میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہوں، اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ گھر کا نظام درست رکھیں، اور شرعی حدود کے اندر شوہر کی اطاعت کریں، اگر زوجین شریعت کی ان مقدس تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو لڑائی جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے اور خدانخواستہ کبھی باہمی نزاع ہوجائے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کر کے لڑائی جھگڑے کا تصفیہ ممکن ہے، حدیث کی روشنی میں ساس اور سسر کی حیثیت والدین کی ہے، اگر وہ بہو کے ساتھ بیٹی جیسا اور بہو ساس سسر کے ساتھ ماں باپ جیسا برتاؤ کریں تو پھر لڑائی جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے اور جس طرح والدین اپنی اولاد کی بہت سی غلطیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کے لئے خیر خواہی کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں، یہی سلوک اگر بہو کے ساتھ ہو تو مسائل کھڑے ہی نہ ہوں اور اس قسم کے خودکشی اور خودسوزی کے المناک حادثات رونما ہی نہ ہوں، اور نند اور بھاوج کا رشتہ بھی شریعت کی روشنی میں دو بہنوں جیسا ہے، جس طرح دو بہنیں آپس میں مل جل کر زندگی گذارتی ہیں، اسی نوعیت کا تعلق اگر نند اور بھاوج کے درمیان ہو تو پھر اس طرح کے ناگوار واقعات کیوں پیش آئیں۔

عام طور پر خودکشی کو ایک معمولی واقعہ سمجھ لیا گیا ہے اور نادان عورتیں اور ناتجربہ کار نوجوان لڑکیاں یہ سمجھتی ہیں کہ زندگی میں پیش آنے والی تلخیوں سے اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا چراغ گل کر کے نجات پاسکتی ہیں، اگر انہیں اس کا علم ہوجائے کہ انہیں اپنی اس نادانی کی سزا میں کس خطرناک انجام سے دوچار ہونا پڑے گا اور جس چین وسکون کی تلاش میں وہ یہ اقدام کررہی ہیں، اس کا دروازہ ہمیشہ کے لئے ان پر بند ہوجائے گا تو ظاہر ہے کہ خواہ کیسی ہی پریشانی ہو وہ اس خطرناک اقدام کی جرأت اور حماقت نہیں کرسکیں گی اور آنے والی مصیبت کے مقابلے میں وہ مصیبت کو گوارہ کریں گی اور سسرال والوں کی ہر کڑوی کسیلی باتوں اور ہر طعن وتشنیع کو گوارہ کرلیں گی، ضرورت ہے کہ اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت میں اس سلسلے میں جو وعیدیں آئی ہیں، اور آخرت میں جس دردناک سزا کا اعلان ہے، اسے وسیع پیمانے پر عام کیا جائے، اور پورے ملک ومعاشرے میں پھیلایا جائے، امت مسلمہ ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فریضہ ہے کہ لوگوں کو اس کے انجام سے باخبر کریں، اور اس سماجی برائی کو روک تھام کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو کام میں لائیں، ذیل میں ہم اسی سلسلے کی چند وعیدوں کا ذکر کررہے ہیں۔

یہ جسم اور روح اللہ کی امانت ہے، اللہ نے ایک محدود مدت کے لئے ہمیں اس نعمت سے نوازا ہے اور ہمیں ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے، ہم اپنی جان کے امین اور محافظ ہیں، (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

نیشنل ایجوکیشن پالیسی 2020؛ ایک جائزہ

ڈاکٹر سید شمس الحسین نگران تعلیم امارت شرعیہ

اکیسویں صدی کی پہلی اور ہندوستان کی تیسری قومی پالیسی کا پچھلے ماہ حکومت ہند نے اعلان کیا، جو ملک میں تعلیم کے فروغ کے لیے ایک جامع فریم ورک ہے۔ پہلی قومی تعلیمی پالیسی ڈی ایس کوٹھاری کی صدارات میں ۱۹۶۸ء میں بنی تھی، اوران کی تجاویز نافذ کی گئی تھیں، لیکن کوٹھاری کمیشن کی تجاویز میں تعلیم کے متعلق وژن اور فلسفے کی کمی پائی جاتی ہے، اس اعتبار سے اس پالیسی کو ناقص کہا جاسکتا ہے۔ دوسری قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۸۶ء میں وزیراعظم راجیو گاندھی کے دوراقتدار میں نافذ کی گئی اور ۱۹۹۲ء میں پی وی نرسمہا راؤ کے دور حکومت میں اس پر نظر ثانی کا کام ہوا، بی جے پی کے پہلے دور حکومت ۲۰۱۴ء میں اس نئی تعلیمی پالیسی کے مسودے پر کام شروع ہوا، اور کے کستوری رنگن سابق چیف انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن (ISRO) کی قیادت میں نئی تعلیمی پالیسی بنی اور مرکزی کابینہ نے اسے منظوری دے دی۔ نئی قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء (NEP2020) میں اعلیٰ تعلیم کو ریگولیٹ کرنے والا ادارہ یو جی سی (UGC) اور آل انڈیا کاؤنسل فار ٹیکنیکل ایجوکیشن (AICTE) کو ختم کیا جارہا ہے، تین سال کی جگہ تقریباً تمام شعبے میں چار سال کا گریجویشن کورس متعارف کرایا جارہا ہے، اور ایم فل (M.Phil) کو ختم کیا جارہا ہے۔

A: اسکول کی تعلیم (School Education)

بچپن کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے 2+10 اسکولی نصاب کی جگہ 4+3+3+5 نصاب کا ڈھانچہ بالترتیب 8-3، 11-8، 14-11 اور 18-14 سال کی عمر کے بچوں کیلیے متعارف کرایا جارہا ہے، اس طرح اسکولی نصاب کے تحت 6-3 برس کی عمر کے بچوں کو بھی تعلیمی سرگرمیوں سے جوڑا جاسکے گا۔ اس عمر میں 85% بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کی نشو ونما ہوتی ہے، جو عالمی سطح پر تسلیم شدہ ہے۔ نئے نظام میں 12 سال کی اسکولی تعلیم کے قبل آنگن واڑی سے تعلیمی کام شروع ہوگا۔ ابتدائی مرحلہ کے پہلے تین سال جسے پری اسکول (Pre School) بھی کہا جارہا ہے، کہ ذمہ داری آنگن واڑی کو دی جارہی ہے، جو این سی آرٹی (NCRT) کے ماتحت کام کرے گا۔ فاؤنڈیشنل اسٹیج کے بچوں کو دو سال اسکول کے کلاس 1 اور 2 سے جوڑا گیا ہے، کلاس 3، 4 اور 5 کو پرپیٹری اسٹیج میں رکھا گیا ہے، جب کہ کلاس 6، 7 اور 8 کو مڈل اسٹیج اور کلاس 9، 10، 11 اور 12 کو سکینڈری اسٹیج میں رکھا گیا ہے، اس اسٹیج میں کلاس 9 اور 10 کو پہلے مرحلہ (Phase) اور 11 اور 12 کو دوسرے مرحلہ (Phase) میں رکھا گیا ہے۔ تدریس کے شعبہ میں بنیادی خواندگی اور حساب کتاب سیکھنے کے عمل کو ضروری قرار دیتے ہوئے NEP2020 نے انسانی وسائل کی ترقی وفروغ کی جانب سے ایک قومی مشن برائے بنیادی خواندگی اور حساب کتاب کی تشکیل کی ضروت کو اجاگر کیا ہے، پیشہ ورانہ تعلیم اسکول میں درجہ 6 سے شروع ہوجائے گی اوراس میں انٹرن شپ بھی شامل ہوگی، تمام طلبہ اسکول کے امتحانات درجہ 3، درجہ 5 اور درجہ 8 کے تحت دیں گے، جس کا اہتمام مناسب اور معقول اتھارٹی کے ذریعہ کیا جائے گا، درجہ 10 اور درجہ 12 کے لیے بورڈ امتحانات باقی رکھے جائیں گے۔ NEP2020 کا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ کوئی بھی بچہ محض اپنی پیدائش یا معاشی پسماندگی کے سبب علم حاصل کرنے یا اس میں بہتر ترقی کے کسی بھی موقع سے محروم نہ رہے، سماجی اور اقتصادی طور پر محروم گروپوں (disadvantaged Socio-economically group) یعنی SEDG پر خصوصی توجہ مرکوز کی جائے گی۔ پالیسی میں مادری زبان، مقامی زبان، علاقائی زبان کو کم ازکم درجہ 5 تک تعلیم دینے کے لیے اپنانے پر زور دیا گیا ہے، ترجیحاتی طور پر درجہ 8 تک اوراس کے بعد بھی اسے جاری رکھنے کی بات کہی گئی ہے، سنسکرت زبان ہر سطح پر طلبہ کے لیے متبادل کے طور پر دستیاب ہوگی، اس میں سہ لسانی فارمولا شامل ہوگا، بھارت کی دیگر کلاسیکی زبانیں اور ادب بھی متبادل کے طور پر دستیاب ہوں گے۔ متعدد غیر ملکی زبانیں بھی ثانوی سطح پر متعارف کرائی جائیں گی، بھارت کی علامتی زبان (Indian Sign Language) کو ملک بھر میں متعارف کیا جائے گا اور قومی اور ریاستی نصابی مواد کا وہ حصہ ہوگا؛ تاکہ کمزور قوت سماعت والے طلبہ ان کا استعمال کرسکیں۔ اساتذہ کی بحالی بڑے پیمانے پر شفاف عمل کے ذریعہ کی جائے گی، اساتذہ کے لیے پیشہ ورانہ قومی معیارات (National Professional Standards For Teachers) یعنی NPST جو مشترک ہوگا، 2022 تک این سی ای آرٹی کی طرف سے تیار کیا جائے گا، NPST کو NCERT اور SCERT، ٹیچروں اور ماہرین کی تنظیموں کے ساتھ ہر سطح اور خطے میں صلاح ومشورہ کے بعد تیار کیا جائے گا، پروفیسر سچد انند سنہا، جے این یو نے ایک تبصرہ میں بتایا کہ اچھے اساتذہ اداروں میں بحال کیے جائیں گے تاکہ آج کل کے موجودہ Sub Standard اساتذہ کے مقابلہ میں NEP2020 کے لیے وہ ریڑھ کی ہڈی بن سکیں۔

B: اعلیٰ تعلیم (Higher Education)

NEP2020 کا مقصد اعلیٰ تعلیم میں بڑے پیمانے پر رجسٹریشن کے تناسب میں اضافہ کرنا ہے، اعداد وشمار سے واضح ہے کہ 2018 میں پیشہ ورانہ تعلیم جو 26.3 فیصد تھی اسے بڑھا کر 50 فیصد 2030 تک کیا جائے گا۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں 3.5 کروڑ نئی یونٹس قائم کی جائیں گی، قومی تحقیقی فاؤنڈیشن تشکیل دی جائے گی جو تحقیق کا ایک مضبوط کلچر فروغ دینے اور اعلیٰ تعلیم میں تحقیق کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ایک اعلیٰ ترین ادارہ ہوگا، اعلیٰ تعلیم سے متعلق کمیشن (Higher Education Commision of India) یعنی HECI طبی اور قانونی تعلیم کو چھوڑ کر تمام اعلیٰ تعلیم کے لیے ایک واحد مرکزی ادارہ ہوگا۔ HECI ٹیکنالوجی کے ذریعہ درپردہ کام کرے گا، اور اسے ایسے HEI کو سزا دینے کے اختیارات ہوں گے جو اصولوں اور معیارات پر عمل نہ کررہے ہوں، سرکاری اور پرائیوٹ اعلیٰ تعلیم کے اداروں کو ضابطہ بندی، منظوری اور تعلیمی معیار کی برقراری کے لیے انہیں اصولوں کے ساتھ چلایا جائے گا۔ اس پالیسی کے تحت اعلیٰ تعلیمی نصاب تین طرح کے ہوں گے، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) Research University2 (2) Learning University (3) Autonomous Degree Granting College

کالجوں کی منظوری 15 سال کے عرصے میں مرحلہ وار ختم کی جائے گی، اور کالجوں کو بتدریج خودمختاری دینے کے لیے مرحلہ وار طریقے سے ایک نظام قائم کیا جائے گا، اس طرح ایک خاص مدت میں ہر کالج کو یا تو ڈگری دینے والے ایک خودمختار کالج یا کسی یونیورسٹی سے ملحق کالج میں تبدیل کیا جائے گا۔ اعلیٰ تعلیمی پالیسی 2020 میں مشرقی ممالک کی طرز پر پانچ سال کے ماسٹر کورس کو نافذ کیا جارہا ہے، جس میں چار سال ڈگری کورس کے ہوں گے، اور ایک سال ماسٹر کورس کے لیے ہوگا۔

Multiple Enntry and Exist System کو ترجیح:

اس سسٹم کے تحت طلبہ کو چار سال کی ڈگری کورس میں چھوٹ ہوگی، وہ چار سال کی ڈگری کورس کو مسلسل یا ایک بار میں نہ کرکے دو تین اسٹیج میں پورا کرسکتے ہیں، اور اپنے ادارے بھی بدل سکتے ہیں، مثلاً ایک طالب علم نے چار سال کی ڈگری کورس کا صرف دو سال ایک ادارے سے پورا کرلیا تو اس ادارے سے دو سال کا سرٹیفکٹ ملے گا، جس کی بنیاد پر بعد میں دوسرے ادارے سے بھی باقی کے دو سال کی پڑھائی کرسکتا ہے۔

Credit Transfer System:

اس ضابطہ کے تحت Professional Institutions میں Semester System نافذ ہیں، ان اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کو سہولت ہوگی کہ اپنے کورس کے Credits کو اگر ادارے بدلیں گے تو دوسرے ادارے میں لے جاسکتے ہیں، لیکن اس میں ان کو کورس پورا ہونے پر ڈگری مل جائے گی، لیکن گریڈ اچھے نہیں ہوں گے، مثلاً IIT اداروں میں اگر یہ مرحلہ ہوگا تو ایسے طلبہ کو B.Tech کی ڈگری نہ مل کر انہیں B.Sc Engineering کی ڈگری ملیگی؛ جو کمتر ہوگی۔

اساتذہ کی تعلیم کے لیے ایک نیا اور جامع قومی نصابی خاکہ National Curriculum Famework For Teacher Education2021 یعنی NCFTE2021 این سی ای آرٹی کے مشورہ سے NCTE تیار کرے گی، سال 2030 تک اساتذہ کے لیے کم ازکم پیشہ ورانہ تعلیمی لیاقت 4 سال کی بی ایڈ ڈگری ہوگی۔ الگ تھلگ کام کرنے اور گھٹیا معیار والے تعلیمی اداروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی، نمایاں کارگذاری والے سینیر/سبکدوش اساتذہ کا ایک بڑا گروپ تیار کیا جائے گا، جس میں ہندوستانی زبانوں کی تعلیم دینے کی صلاحیت رکھنے والے بھی شامل ہوں گے، اس میں ایسے لوگوں کو شامل کیا جائے گا، جو یونیورسٹی/کالج کے اساتذہ کو قلیل اور طویل مدتی تجربات فراہم کرانے کے خواہشمند ہوں۔ آموزش، اندازۂ قدر، منصوبہ بندی اور انتظام کو فروغ دینے کے لیے ٹیکنالوجی کے استعمال سے متعلق خیالات کے آزادانہ تبادلے کے لیے پلیٹ فارم فراہم کرانے کے مقصد سے ایک خودمختار ادارہ نیشنل ایجوکیشنل ٹیکنالوجی فورم (NETF) کی تشکیل کی جائے گی، کلاس روم کے عمل کو بہتر بنانے، اساتذہ کو پیشہ ورانہ فروغ، معاشرے کے محروم لوگوں تک تعلیمی رسائی میں اضافے اور تعلیمی منصوبہ بندی، انتظام وبندوبست کو معقول بنانے کے لیے تعلیم کی تمام سطح پر ٹیکنالوجی کی مناسب شمولیت کا کام کیا جائے گا۔

درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل و دیگر پسماندہ طبقات اور دیگر SEDG سے تعلق رکھنے والے طلبہ کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے کوششیں کی جائیں گی، نیشنل اسکالرشپ پورٹل کو اسکالرشپ حاصل کرنے والے طلبہ کی مدد کرنے، انہیں فروغ دینے اوران کی ترقی کا پتہ لگانے کے لیے وسعت دی جائے گی، پرائیوٹ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے طلبہ کو بڑی تعداد میں مفت تعلیم فراہم کرانے اور اسکالرشپ دینے کے لیے حوصلہ افزائی کی جائے گی، تعلیمی قرض دینے والا ایک بینک قائم کیا جائے گا، جو مختلف HEI سے حاصل کیے گئے تعلیمی قرضوں کے اعداد وشمار ڈیجیٹل طریقے سے اپنے پاس رکھے گا تاکہ انہیں فائنل ڈگری کے موقع پر منتقل کیا جاسکے اوران کی گنتی کی جاسکے۔

اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لیے Overseas Students کو ہندوستان میں داخلہ دیا جائے گا، اور دیگر ممالک کے اساتذہ کو بھی راغب کیا جائے گا تاکہ ہندوستان کے 7 سے 8 لاکھ طلبہ جو ہر سال غیر ممالک تعلیم کے لیے جاتے ہیں ان کا رجحان بدل سکے۔ اس طرح ادارہ جاتی تعاون طلبہ اور اساتذہ کو تحریک دے کر اور عالمی اعلیٰ درجے کی یونیورسٹیوں کو ہمارے ملک میں کھلے کیمپوں میں داخل ہونے کی اجازت دے کر تعلیم کو بین الاقوامی بنانے کی آسانی فراہم کرائی جائے گی۔ تمام طرح کی پیشہ ورانہ تعلیم اعلیٰ تعلیمی نظام کا لازمی حصہ ہوگا، منفرد ٹیکنیکل یونیورسٹیوں، ہیلتھ سائنس یونیورسٹیوں، قانونی اور زرعی یونیورسٹیوں وغیرہ کو کثیر مضامین والے اداروں میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سابقہ روایت کے مطابق NEP2020 بھی بحث کا موضوع بن گئی ہے، ایک طبقہ موجودہ پالیسی کی حامی بھرتا دکھائی دے رہا ہے۔ وہیں دوسرا طبقہ مخالفت کررہا ہے، کسی نے اسے تعلیم کے میدان میں بڑی پیش رفت کہا ہے تو کسی نے کہا ہے کہ اسے پارلیمان میں کیوں نہیں پیش کیا گیا، اور دوسری جماعتوں سے اس کے متعلق مشورہ کیوں نہیں لیا گیا، کئی لوگوں نے صاف لفظوں میں کہا ہے کہ یہ آر ایس ایس کا ایجنڈا نافذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی میں Medium of Teaching کو بہت واضح نہیں کیا گیا ہے، کئی ماہرین نے انگریزی کو فوقیت دینے پر زور دیا ہے، پروفیسر سچد انند سنہا، اسکول آف سوشل سائنس، جے این یو نے ایک ویبینار Webinar میں کہا کہ یہ پالیسی تعلیم کی نجکاری (Privatization) کو فروغ دے گی، اور تعلیم کو کارپوریٹ کے سپرد کردے گی، جب کہ پروفیسر محمد اکرم ڈیپارٹمنٹ آف سوشولوجی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے اسی ویبینار میں بتایا کہ اس پالیسی کے تحت دیہاتوں میں لوگوں کے پاس پیسہ رہتے ہوئے بھی تعلیم کے وسائل موجود نہیں ہوں گے۔ ڈاکٹر اکرم نے انگریزی میں اس طرح Qoute کیا ہے:

" In rural areas affordibility is found but availability of education is ot up to mark"

اس نئی تعلیمی پالیسی کی تعریف کرتے ہوئے کئی ماہرین نے کہا کہ یہ انڈیا میں ٹیوشن اور کوچنگ انسٹی ٹیوٹ کے پھیلے ہوئے جال کو توڑ دیگی، اور تعلیم کو زیادہ سے زیادہ انٹرنیٹ پر منحصر کردیا جائے گا۔ رمیش پوکھریال نشانک وزیر برائے فروغ انسانی وسائل نے اس پالیسی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ صدی Knowledge Century بنے گی، منسٹر موصوف نے فرمایا کہ ہماری خواہش ہے کہ اس پالیسی کے ذریعہ ایسا پودا لگایا جائے، جو اچھا پھل دے۔ بہت سے ماہرین تعلیم نے کہا ہے کہ نئی پالیسی شہر میں آباد لوگوں کا زیادہ خیال کررہی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ ر پر)

سید محمد عادل فریدی

فلپائن کے کئی شہر بھیانک سیلاب کی زد میں

منیلا سمیت فلپائن کے کئی شہر بھیانک سیلاب کی زد میں آگئے ہیں، کئی علاقے ڈوب گئے ہیں اور ملک کے جنوبی حصے میں ''ویمکو'' نامی سمندری طوفان نے تباہ کاریاں مچادی ہیں اور ۳۹/جانیں بھی لے لی ہیں جبکہ کئی درجن لوگ زخمی ہوئے ہیں۔(یواین آئی)

دنیا بھر میں کورونا وائرس سے 12.92 لاکھ سے زیادہ اموات

دنیا بھر میں کورونا وائرس (کووڈ-19) کی عالمی وبا کے متاثرین کی تعداد 5.26 کروڑ کے پار ہو چکی ہے، جبکہ اس کی وجہ سے ہونے والی اموات تعداد 12.92 لاکھ سے زیادہ ہوگئی ہے، امریکہ، ہندوستان اور برازیل میں مرنے والوں کی تعداد کل اموات کا 41.36 فیصد ہے، اس عالمی وبا کے متاثرین اور اموات کے معاملے میں امریکہ، ہندوستان اور برازیل بالترتیب پہلے، دوسرے اور تیسرے مقام پر ہیں۔(یواین آئی)

میانمار میں سوچی کی زیر قیادت این ایل ڈی کی فتح

آنگ سان سوچی کی زیر قیادت میانمار کی حکمران پارٹی نیشنل لیگ فار ڈیموکریسی (این ایل ڈی) نے پارلیمانی الیکشن میں مسلسل دوسری بار اکثریتی جیت حاصل کرلی ہے، این ایل ڈی نے اس سے قبل پولنگ اسٹیشنوں پر موجود مبصرین کے اعداد و شمار کی بنیاد پر اپنی فتح کا دعوی کیا تھا، اور اب الیکشن کمیشن نے پارٹی کی فیصلہ کن فتح کا اعلان کیا ہے۔(یواین آئی)

جرائم کے انسداد کے لیے متحدہ عرب امارات اور اسرائیل کی ایک مشترکہ ٹیم کی تشکیل

متحدہ عرب امارات اور اسرائیل نے جرائم کے انسداد کے پروگراموں اور حفاظتی خدمات وضع کرنے کی غرض سے ایک مشترکہ ٹیم کی تشکیل سے اتفاق کیا ہے، دونوں ملکوں کے وزرائے داخلہ نے ایک ورچوئل اجلاس میں اس نوعیت کی مشترکہ ٹیم کی تشکیل سے اتفاق کیا، نائب وزیر اعظم اور وزیر داخلہ الشیخ سیف بن زید آل نہیان نے اپنے اسرائیلی ہم منصب امیر اوہانا سے بین اقوامی جرائم سے نمٹنے کے لیے مشترکہ منصوبوں اور پروگراموں کے بارے میں تبادلہ خیال کیا ہے۔(یواین آئی)

سعودی عرب میں تیل سپلائی کے مرکز کے نزدیک دھماکہ

سعودی عرب کے جنوب مغربی جیزان علاقے میں واقع تیل سپلائی مرکز کے نزدیک یمن کے حوثی باغیوں نے دھماکہ خیز مادے سے لدی دو کشتیوں کو دھماکہ سے اڑا دیا، یہ اطلاع سعودی عرب کی وزارت توانائی کے ایک ترجمان نے دی ہے۔(یواین آئی)

بین الاقوامی عدالت کے لئے پانچ ججوں کا انتخاب

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل نے بین الاقوامی عدالت (آئی سی جے) کے لئے پانچ ججوں کی تقرری کی منظوری دے دی ہے۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر وولکن بوزکیر نے جمعرات کو ججوں کے انتخابی عمل کی تکمیل کے بعد یہ اطلاع دی، ان ججوں کی میعاد نو سال ہوگی اور یہ ۶/فروری ۲۰۲۱ء سے شروع ہوگی۔(یواین آئی)

لیبیا کے ساحل پر جہاز پلٹنے سے ۷۴/مہاجرین کی موت

لیبیا کے خومس ساحل کے نزدیک مہاجرین سے بھرا ایک جہاز پلٹ گیا جس کے نتیجے میں کم از کم ۷۴/مہاجروں کی موت ہوگئی، جہاز میں تقریباً ۱۲۰/لوگ سوار تھے۔(یواین آئی)

ایران کو تباہ کن ہتھیار حاصل کرنے سے عالمی برادری روکے: شاہ سلمان

سعودی عرب کے سلطان سلمان بن عبدالعزیز آل سعود نے عالمی برادری سے تباہ کن ہتھیاروں کو حاصل کرنے سے روکنے کے لئے ایران کے خلاف سخت اقدام کرنے کی اپیل کی ہے۔شاہ سلمان نے ایڈوائزری کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم ایرانی حکومت کی علاقائی منصوبہ کی سنگینی کی تصدیق کرتے ہیں اور دیگر ممالک کے اندرونی معاملوں میں مداخلت اور دہشت گردی کے اسپانسر شپ کو مسترد کرتے ہیں، ہم بین الاقوامی برادری سے ایرانی حکومت کے تئیں سخت رویہ اپنانے کی اپیل کرتے ہیں تاکہ ایران کو اجتماعی تباہی کے ہتھیار حاصل کرنے، اس کے بیلسٹک میزائل پروگراموں اور عالمی امن اور سلامتی کے خطرے کو روکا جا سکے۔(یواین آئی)

جنگ بندی کے خلاف آرمینیا میں عوامی احتجاج

آذربائیجان اور آرمینیا میں جنگ بندی کے معاہدے پر آرمینیائی عوام نے شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے بڑے پیمانے پر احتجاج شروع کردیا ہے، مظاہرین نے آرمینیائی وزیر اعظم نکول پشینیان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔واضح رہے کہ نگورنو کاراباخ کی ملکیت پر آذربائیجان اور آرمینیا میں ۱۹۹۴ء سے شدید تنازعہ چلا آرہا ہے جس کے باعث دونوں ممالک میں کئی بار جھڑپیں اور محدود جنگیں بھی ہو چکی ہیں۔اس حوالے سے تازہ ترین جنگ کا آغاز ۲۷/ستمبر کو ہوا تھا جبکہ روس کی ثالثی پر ۱۰/نومبر کے روز ان دونوں ممالک نے جنگ بندی کے معاہدے پر دستخط کیے۔تاہم اس معاہدے پر آرمینیائی عوام میں شدید غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے حکومت کے خلاف بھرپور مظاہرے کرنے شروع کردیئے۔جنگ بندی معاہدے کے تحت نگورنو کاراباخ میں آذربائیجانی فوج کی پیش قدمی کو درست تسلیم کرتے ہوئے فریقین کو فی الفور جنگ روکنے کے لیے کہا گیا ہے۔اس معاہدے پر آذربائیجان میں جشن کا سماں ہے لیکن دوسری جانب آرمینیا میں صفِ ماتم بچھ گئی ہے۔(نیوز ایکسپریس)

تہواروں میں بھی آٹو کمپنیوں کا بحران جاری، اکتوبر ماہ میں فروخت 24 فیصد نیچے

طویل مدت سے خسارے کا شکار آٹو سیکٹر کو کورونا بحران میں لاک ڈاؤن کی مدت کے بعد اگست اور ستمبر مہینے میں کچھ راحت ضرور ملی تھی، لیکن اکتوبر مہینے میں ایک بار پھر اس سیکٹر کو زبردست جھٹکا لگا ہے۔اس مہینے دھنتیرس اور دیوالی جیسے بڑے تہواروں کے باوجود گزشتہ مہینے ملک بھر میں سبھی طرح کی گاڑیوں کی فروخت میں زبردست گراوٹ درج کی گئی ہے۔فیڈریشن آف آٹو موبائل ڈیلرس ایسوسی ایشن (فاڈا) کے مطابق اکتوبر میں مسافر کاروں کی فروخت 8.8 فیصد تک گری ہے۔فاڈا کے اعداد و شمار کے مطابق پیسنجر گاڑیوں کی خوردہ فروخت اکتوبر میں 8.8 فیصد گھٹ کر 249860 یونٹ رہ گئی ، جب کہ ایک سال پہلے اسی دوران اس سیگمنٹ کی گاڑیوں کی فروخت 273980 یونٹ رہی تھی۔اس کے علاوہ لاک ڈاؤن سے سپلائی چین میں رخنہ پڑا تھا جس کی وجہ سے گاڑیوں کا رجسٹریشن بھی دھیما پڑا ہے۔اسی طرح دو پہیہ گاڑیوں کی بات کریں تو اکتوبر مہینے میں ان کی ڈیمانڈ حیرت انگیز طور پر گھٹی ہے۔اس سال اکتوبر میں کل 1041682 دو پہیہ گاڑیاں فروخت ہوئیں، جب کہ گزشتہ سال اکتوبر میں کل 1423394 ٹو وہیلر فروخت ہوئے تھے۔سال در سال فروخت کی بنیاد پر دیکھیں تو اس سال ان گاڑیوں کی فروخت میں 26.82 فیصد گراوٹ درج ہوئی ہے, حال میں صرف نوراتر کے دوران فروخت میں تھوڑا اضافہ دیکھنے کو ملا۔رواں تہواری سیزن میں کمرشیل گاڑیوں کی فروخت میں سب سے زیادہ کمی دیکھنے کو ملی ہے۔فاڈا کے مطابق اکتوبر میں کمرشیل گاڑیوں کی فروخت 30.32 فیصد گھٹ کر 44480 یونٹ تک محدود ہوگئی ہے۔غور طلب ہے کہ ملک میں آٹو سیکٹر گزشتہ طویل مدت سے بحران کا شکار ہے۔اس کے بعد اس سال مارچ میں لگے لاک ڈاؤن نے تو ایک طرح سے آٹو سیکٹر کی کمر ہی توڑ دی۔لاک ڈاؤن ہٹنے کے بعد اگست اور ستمبر میں فروخت کی رفتار دیکھتے ہوئے اکتوبر میں سبھی طرح کی گاڑیوں کی فروخت بڑھنے کی امید تھی، لیکن 23.99 فیصد کی گراوٹ درج کی گئی۔(قومی آواز)

دلی میٹرو میں نوکری پانے کا سنہرا موقع

دلی میٹرو کارپوریشن لمٹیڈ نے اشتہار جاری کرکے اسسٹنٹ منیجر (لینڈ) کے عہدوں پر بھرتیاں نکالی ہیں، ان عہدوں پر بھرتی کے لئے خواہش مند درخواست دہندگان براہ راست طور پر ڈی ایم آر سی ایل کی ویب سائٹ پر دستیاب اپلی کیشن فارم کے ذریعہ درخواست دے سکیں گے، ان عہدوں پر درخواست دینے کی آخری تاریخ ۲۶/نومبر ۲۰۲۰ء ہے، درخواست جمع کرنے کے بعد شارٹ لسٹ کئے گئے امیدواروں کی فہرست جاری کی جائے گی، اسے بھی ڈی ایم آر سی ایل کی ہی ویب سائٹ پر دیکھا جا سکے گا۔شارٹ لسٹ کئے گئے درخواست دہندگان کو انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا۔ان عہدوں پر درخواست دینے کے لئے دلی میٹرو کارپوریشن لمٹیڈ کی آفیشل ویب سائٹ پر جاکر اشتہار کو ڈاون لوڈ کرنا ہوگا، اس اشتہار میں اپلی کیشن فارم بھی دیا گیا ہے جسے ٹھیک سے بھر کر دیگر دستاویزات کے ساتھ ۲۶/نومبر تک ایگزیکیٹو ڈائریکٹر (ایچ آر)، دلی میٹرو کارپوریشن لمٹیڈ، میٹرو بھون، فائر بریگیڈ لین، بارہ کھمبا روڈ نئی دہلی کے پتے پر جمع کرنا ہوگا۔(بحوالہ نیوز۔۱۸)

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی دو ریسرچ اسکالر کو نینو سائنس میں ملی پی ایم فیلوشپ

جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی کو ایک اور بڑی کامیابی ملی ہے، جامعہ کی دو ریسرچ اسکالرس ماریا خان اور آبگینہ شبیر کو نینو سائنس میں پی ایم ریسرچ فیلوشپ کیلئے منتخب کیا گیا ہے، دونوں ریسرچ اسکالرس کا سلیکشن پی ایم آر ایف کی مئی ۲۰۲۰ء ڈرائیو کے لیٹرل انٹری زمرہ کے تحت کیا گیا ہے، فیلوشپ کے طور پر پہلے دو سال ۷۰/ہزار روپے، تیسرے سال کیلئے ۷۵/ہزار روپے اور چوتھے و پانچویں سال کیلئے ۸۰/ہزار روپے ملیں گے۔علاوہ ازیں ہر ایک فیلو کو ہر سال دو لاکھ روپے ریسرچ گرانٹ کے طور پر ملیں گے، مطلب پانچ سال کیلئے کل ۱۰/لاکھ روپے ملیں گے۔جامعہ ملیہ اسلامیہ کی وائس چانسلر پروفیسر نجمہ اختر نے دونوں ریسرچرس کو مبارکباد دی اور امید ظاہر کی کہ یہ یونیورسٹی کے دیگر طلبہ میں ریسرچ میں اچھا کرنے کیلئے حوصلہ بڑھائے گا، انہوں نے کہا کہ جامعہ مسلسل محنت کرنے والے اپنے طلبہ کو بلندیاں حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن مدد فراہم کرنے کیلئے عہد بند ہے۔واضح ہو کہ ملک بھر کے اعلی تعلیمی اداروں میں ریسرچ کی کوالیٹی میں بہتری لانے کیلئے وزیر اعظم ریسرچ فیلوشپ اسکیم بنائی گئی ہے، اس اسکیم کا اعلان بجٹ ۲۰۱۸۔۲۰۱۹ء میں کیا گیا تھا۔(بحوالہ نیوز۔۱۸)

وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے کیا ''آتم نربھر بھارت روزگار یوجنا'' کا اعلان

مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے دیوالی سے ٹھیک پہلے میڈیا سے خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ معیشت میں بہتری دیکھنے کو مل رہی ہے، موڈیز نے بھی کیلنڈر رائیر ۲۰۲۰ء اور ۲۰۲۱ء کیلئے ہندوستان کی جی ڈی پی شرح گروتھ کا تخمینہ بڑھا دیا ہے، وزیر خزانہ نے سب سے پہلے خود کفیل ہندوستان اسکیم کے تحت کئے گئے اعلانات کی پیشرفت کے بارے میں جانکاری دی، انہوں نے بتایا کہ شیئر بازار میں مسلسل تیزی دیکھنے کو مل رہی ہے، بینکوں کے کریڈٹ گروتھ میں پانچ اعشاریہ ایک فیصدی کی تیزی دیکھنے کو ملی ہے۔انہوں نے بتایا معیشت کو لے کر آر بی آئی کا تخمینہ بھی تیسری سہ ماہی کیلئے پازیٹیو ہے، اس موقع پر انہوں نے ''آتم نربھر بھارت روزگار یوجنا'' کا بھی اعلان کیا۔اس اسکیم کے تحت حکومت نقل مکانی کرنے والے مزدوروں کیلئے خاص طرح کا ایک پورٹل لے کر آنے والی ہے، اس کا مقصد نئے روزگار کی حوصلہ افزائی کرنا ہے، یکم مارچ ۲۰۲۰ء سے لے کر ۳۱/ستمبر ۲۰۲۰ء کے درمیان نوکری گنوانے والوں کو اس کا فائدہ ملے گا، جن کی تنخواہ ماہانہ ۱۵/ہزار روپے سے کم تھی۔

نرملا سیتارمن نے کہا کہ اس اسکیم کے تحت ملک میں تیزی سے نوکریوں کے مواقع بڑھیں گے، راحت پیکج کے تحت آتم نربھر روزگار یوجنا کے تحت ملک کے منظم سیکٹر میں زیادہ روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔غیر منظم سیکٹر کو بھی منظم کرنے پر کام ہوگا۔خود کفیل ہندوستان 3.0 کے تحت 12 بندوبست کا اعلان کیا گیا ہے۔(نیوز۔۱۸)

خانقاہ رحمانی کی خوشگوار یادیں

مولانا رضوان احمد ندوی

عرصہ کے بعد خانقاہ رحمانی مونگیر (بہار) کے پرکیف روحانی ماحول سے فیضیاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی، ماضی میں کئی بار ارادے اور منصوبے بھی بنائے گئے، لیکن کیا کیجئے گا وہ عزم وارادے کچے دھاگے کی مانند ٹوٹتے، بکھرتے رہے، یکبارگی آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی مجلس عاملہ کی آن لائن میٹنگ نے اس سفر کی راہ کو آسان بنادیا، گذشتہ ۱۱/اکتوبر کو پٹنہ کے میٹھاپور بس اسٹینڈ سے مونگیر جانے والی بس پر سوار ہوا، کنڈکٹر سے درخواست کی کہ براہ کرم کسی بھی صف میں کنارے کی سیٹ دیدیجئے، ہم نے ہمدردی بٹورنے کی بہت کوشش کی، لیکن وہ بھی گھاگ نکلا۔کہا کہ ہمیں افسوس ہے کہ تمام سیٹیں پہلے سے بھری ہوئی ہیں، بہتر ہوگا کہ آپ ڈرائیور کی نشست گاہ کے پیچھے جگہ لے لیں ۔

یہ ادائے بے نیازی
تجھے بے وفائی مبارک ہو

مرتا کیا نہ کرتا، ڈیڑھ بالشت جگہ پر بیٹھ گیا، گاڑی روانہ ہوئی جھلسا دینے والی ہواؤں کی جھونکوں نے شرابور کردیا، ستم بالائے ستم کہ انجن کے بھانپ نے رہی سہی کسر پوری کردی، ڈیڑھ دو گھنٹہ گذرنے کے بعد ہماری بس بختیار پور کے ایک ڈھابے پر ٹھہر گئی، اور ایک صدا پردہ سماعت سے ٹکرائی، ہاں بھائی ضروریات سے فارغ ہوجائے، چائے وناشتہ کرلیجئے، یہ صدا تھی کنڈکٹر صاحب کی، جہاں مسافروں کی جیبیں شرافت کی قینچی سے کتری جاتی تھی، بھلا بتایئے، چائے ۱۵/روپے پیالی، ایک عدد پیرا لیجئے ۲۵/روپیے دیجئے، سن کر یکسر طبعیت مکدر ہوگئی، لیکن بادل نخواستہ مجھے بھی اپنی جیب ڈھیلی کرنی ہی پڑی، آدھ گھنٹہ کے وقفہ کے بعد بس سوئے منزل روانہ ہوئی، اور شام کے کوئی ساڑھے سات بجے مونگیر کے بس اسٹینڈ پر رک گئی، ایک ٹیمپو ڈرائیور نے ٹوپی، داڑھی کی علامتی شناخت سے بھانپ لیا کہ میں کہاں جاؤں گا، کہا کہ مولوی صاحب خانقاہ جاؤ گے؟ ہاں بھائی وہیں کا ارادہ ہے، آجاؤ، اسی ٹیمپو سے روانہ ہوا، دس پندرہ منٹ ہی گذرے کہ خانقاہ رحمانی کے صدر دروازہ پر وارد ہوا، لوہے کے جالی نما گیٹ پر بیٹھے دربان سے سلام ودعاء کے بعد دروازہ کھلا، خانقاہ کے پرکیف ماحول میں داخل ہوا، آگے بڑھتا ہوا دفتر محاسبی اور مطبخ کے درمیانی حصہ تک جا پہونچا، کچھ جانے پہچانے چہروں پر نظر پڑی، علیک سلیک کے بعد محبت آمیز گلے شکوے کی جھری لگ گئی، کسی نے کہا کہ بہت دنوں کے بعد۔۔کیا راستہ بھول گئے، پیچھے سے آواز آئی چڑھتی جوانی میں آئے تھے، ڈھلتی عمر میں پہونچے، بھائی وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا، بہت کم لوگ وقت کی رفتار کو محسوس کرتے ہیں، ادھر دن نکلا اور ادھر دوپہر ہوگئی، لیل ونہار کی یہ گردش سکنڈوں اور لمحوں میں گذر رہے ہیں، خاموشی سے سب کچھ سنتا رہا، کیونکہ میں سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نڈھال سا ہوگیا تھا، تھوڑی دیر آرام کرنا چاہ رہا تھا، چنانچہ مہمان خانہ کی بالائی منزل کے کمرہ (ا) میں ٹھہرایا گیا، کشادہ اور آرام دہ حجرہ تھا، ناشتہ وچائے نوشی کے بعد دوچار کروٹیں لیتے ہوئے خیال آیا کہ سب سے پہلے اپنے مخدوم میر کارواں حضرت امیر شریعت مدظلہ سے ملاقات ومصافحہ سے فارغ ہوجاؤں، خانقاہ کے برآمدہ میں حضرت مدظلہ کے کسی خادم نے بتایا کہ آدھے گھنٹے کے بعد ملاقات ہوسکتی ہے، میں نے بھی اس لمحہ کو غنیمت جانتے ہوئے قطب الاولیا حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور حضرت امیر شریعت رابعؒ کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کو بہتر سمجھا، دیر تک ان اولیاء اور بزرگان دین کے قبر پر فاتحہ ودعا ومناجات میں لگا رہا، خادم نے آواز دی کہ حضرت تشریف لا چکے ہیں، ملاقات کرلیجئے، ڈرا سہما حاضر خدمت ہوا، مختصر سلام وکلام کے بعد حضرت مدظلہ نے ظاہری ہیئت سے محسوس کرلیا کہ یہ تھکا ہارا مسافر ہے اس لئے آپ نے آرام کرنے کی ہدایت فرمائی، اور اشارے کنایے میں خدام سے بھی خیال رکھنے کی تاکید فرمائی، جس کی وجہ سے دوستوں نے بڑا اکرام واحترام کیا، ویسے بھی خانقاہ کے تمام اصحاب بڑے خوش مزاج مہمان نواز اور عزیز دوست نواز ہیں، وہ باہر سے آئے ہوئے پردیسیوں کی راہ میں پلکیں بچھا دیتے ہیں اور خاطر ومدارات میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، اور میں تو پھر اپنا تھا، سب لوگ وسعت خلق ومروت کے ساتھ پیش آتے رہے۔

اگلے دن سے حضرت مدظلہ کے خصوصی مطالعہ گاہ (کتب خانہ) میں بورڈ کی مجلس عاملہ کی آن لائن میٹنگ دو مختلف تاریخوں میں منعقد ہوئی، اور بہت کامیاب رہی، یوں تو حضرت امیر شریعت مدظلہ کو میٹنگوں کی نظامت اور حسن انتظام کا ایسا تجربہ ہے کہ ماضی قریب میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، اللہ انہیں صحت وعافیت کے ساتھ رکھے کہ کس شخصیت سے زیر بحث ایجنڈوں پر رائے لینی ہے، یا تکرار سے بچنا ہے اس میدان میں انہیں مہارت حاصل ہے، لیکن ہاں! رائے سب سے لینی ہے، اور کھل کر لینی ہے، ہمارے بھائی محمد فہد رحمانی کو اعتراف کرنا پڑا کہ اس طرح کی میٹنگ میں شرکت کا پہلا موقع ملا، اور بہت اچھا لگا، میری بھی ان سے یہ پہلی دیدوشنید تھی، پھرتیلا جسم، پیشانی پر ذہانت وفطانت کی ایک عجیب چمک، لمحہ بھر میں لوگوں کو تار لینے والی آنکھیں، دماغ ہے یا سافٹویر وکمپیوٹر مشین، بس یوں سمجھئے کہ بٹن دبایا اسکرین پر نقوش ابھرنے لگے، پانچ گھنٹے کی اس نشست میں ان کے فنکارانہ مہارت کے جلوے دیکھے، اگر میں نے کسی وقت ان سے مولویانہ انداز میں کمپیوٹر کے کسی ٹیکنیکل الفاظ کے بارے میں دریافت کرلیا تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی پھر شفقت آمیز لہجے میں سمجھا دیتے تھے، چونکہ میرے لئے آن لائن میٹنگ کا یہ پہلا تجربہ تھا، اس لئے تجسس کی نگاہیں لگی رہتی تھیں، سیکھنے کا جذبہ اور جاننے کی طلب پیدا ہوتی رہی اور بھائی فہد رحمانی رہنمائی کرتے رہتے تھے، میٹنگ کے مرحلوں سے فارغ ہونے کے بعد کارروائی کی ترتیب وتدوین میں لگ گیا، اس اثنا میں خانقاہ کے سبزہ زاروں اور غنچوں سے لطف اندوز بھی ہوتا رہا، اکثر نماز عصر کے بعد مولانا عبدالدیان رحمانی اور مولانا نورالدین ندوی کی رفاقت میں شاہراہ حق پر چہل قدمی کرتا، دانشگاہ سے عارف کدہ تک سڑک کے دونوں کنارے چھوٹے بڑے درختوں اور ہرے بھرے پودوں کے خوشنما منظر سے دل کو بہلاتا رہتا۔اسی درمیان دوتین مرتبہ بعد نماز عشاء حضرت امیر شریعت مدظلہ سے خصوصی ملاقاتیں بھی ہوئیں، ان ملاقاتوں میں نقیب کے معیار کو بلند کرنے اور اس کو پرازمعلومات بنانے کی طرف توجہ دلاتے رہے، کمی وکوتاہی کی نشاندہی فرماتے رہے اور رہنمائی بھی کرتے رہے، ان کے تجربوں سے مجھے ذاتی طور پر بڑا افائدہ پہونچا، یقین مانئے کہ اس وقت نقیب میں جو کچھ نکھار نظر آرہا ہے اس میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی اصابت رائے اور فکر مندی اور دلچسپی کا عکس شامل ہے، خانقاہ کے احاطہ میں بھائی محمد احتشام الحق رحمانی، حافظ محمد امتیاز رحمانی، حافظ رضی احمد رحمانی، حاجی محمد عارف رحمانی وغیرہ سے بھی وقفہ وقفہ سے ملنا جلنا رہا، مولانا محمد وقارالدین ندوی لطیفی کی رفاقت اور مجلسی گفتگو بھی خوب رہی، اللہ ان سبھوں کی عمروں میں برکت عطا کرے اور دین وملت کے لئے ان کی خدمات کو قبول فرمائے، اب چل چلاؤ کا وقت آگیا، میری بس صبح سویرے تھی، حضرت مدظلہ کی ہدایت پر ڈرائیور نے مونگیر بس اڈہ تک چھوڑ دیا، درودیوار پر حسرت کی نگاہیں ڈالتا رہا، جھلکیاں پرچھائیاں اور احساس جدائیگی کے غم کو دل میں سمیٹے روانہ ہوگیا، صبح کا سہانا وقت تھا اور موسم بھی خوشگوار تھا، آرام دہ سیٹ تھی، اللہ کے فضل وکرم سے خیر وعافیت کے ساتھ منزل تک پہونچ گیا۔(ذاتی ڈائری کے چند اوراق)

بقیات

(بقیہ چچا جان مولانا عبد الوحید صاحب) چند صاحب ذوق جوانوں نے فیصلہ کیا، جن میں اکثریت کارآمد بیکاروں کی تھی، کہ ایک نئے انداز کا ہفت روزہ نکالا جائے، مسئلہ پھر نام پر ٹک گیا، طے یہ ہوا کہ چچا جان مولانا عبدالوحید صدیقی صاحب سے فیصلہ کرایا جائے۔سبھوں نے اپنی پسند کے نام لکھوائے، وہ فہرست خط کے ساتھ انہیں بھیج دی گئی، جلد ہی ان کا جواب آگیا، کہ تمہارے ذوق کے مطابق ''وحدت'' مجھے پسند ہے، یہ نہ مرکب ہے نہ معرب، اگر تمہارے ساتھی پسند کرلیں، تو دفتری کارروائی مکمل کرلو اور ایک کاپی مجھے بھیج دو، پٹنہ سے ساری کارروائی کرکرا کے رجسٹرار آفس کے ساتھ ساتھ ایک کاپی ان کی خدمت میں بھیج دی گئی، اور ''وحدت'' کو منظوری مل گئی ــــ مگر پھانس کچھ ایسی پڑی کہ صاحب ذوق جوانوں کی وحدت منتشر ہوگئی، اور وحدت نکالنے کا خواب چکنا چور ہوگیا۔

ابھی جو کچھ میں نے لکھا، اس کا تعلق زبان وقلم سے ہے، صحافت سے ہے، میرا ان سے رشتہ زبان وقلم کی وجہ سے کچھ مضبوط ضرور ہوگیا تھا، مگر وہ مجھے ہمیشہ اس نگاہ سے دیکھتے تھے، کہ یہ میرے دوست کا لڑکا ہے، اور میں جب بھی ان سے ملا، اپنے لئے انہیں شجر سایہ دار ہی پایا۔ یہ بات ۶۶ء کی ہوگی ، میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوچکا تھا، والد بزرگوار حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ نے فرمایا، چلو تمہیں ایک چچا سے ملواتے ہیں، میں ساتھ ہولیا، چچا جان مولانا صدیقی نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا، مصافحہ سے معاملہ شروع ہوا، اور والہانہ معانقہ پر مکمل ہوا، معانقہ اب بھی بہت ہوتے ہیں، مگر مجھے آج کل کے رسمی معانقوں سے وحشت ہوتی ہے، ایک بالکل مصنوعی سی کارروائی، نہ زندگی، نہ حرارت، نہ خلوص۔ان دونوں بزرگوں کے معانقہ میں بڑی اپنائیت بڑا والہانہ پن محسوس ہوتا تھا۔

والد بزرگوار کو میں نے کم لوگوں سے اتنا بے تکلف پایا۔ بیٹھتے بیٹھتے جملے چلنے لگے، اور معاملہ سیر سوا سیر کا نہیں کونٹل کا تھا، یہ مرحلہ جب ذرا نرم پڑا تو میرا تعارف ہوا۔ چچا جان نے فوراً گرفت کی، بھئی، بھتیجہ پہلی دفعہ آیا ہے، خبر ہوتی تو بہاری ناشتہ تیار کرایا ہوتا۔ پھر دسترخوان بھی بچھا، اور نعمتیں بھی آئیں۔سب نے اپنا مقدر پایا، اندازہ ہوا کہ چچا جان خوش خوراک بھی ہیں، اور حوصلہ مند باذوق میزبان بھی، یہ بھی احساس ہوا کہ کبھی کسی دسترخوان پر کچھ کسر رہ جاتی ہوگی تو یہ کمی زور تقریر سے پوری کرلیتے ہوں گے۔ناشتہ کے دوران وہ میری حوصلہ افزائی بھی کرتے رہے، بولنے کے لئے بھی اور کھانے کے لئے بھی، پسند ناپسند بھی دریافت کرتے رہے۔ بزرگوں کے درمیان بولنا اس زمانہ میں شرافت نہیں سمجھی جاتی تھی، میں چپ تھا، ان کے بار بار پوچھنے پر صرف اتنا کہا اس دسترخوان کو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ بہاری ناشتہ بلاوجہ بدنام ہے، اس جملہ پر جو تبصرہ ہوا ہوگا۔ سمجھ لیجئے!

والد بزرگوار کے ساتھ چچا جان کے خوشگوار تعلقات کے بہت سے نقوش میرے دل میں ہیں، خلوص اور بے تکلفی کے بھی، اعتماد اور احترام کے بھی، یہ بھی واقعہ ہے کہ بعض معاملات اور مسائل میں دونوں کا انداز فکر بالکل جدا تھا، اور فاصلے بھی لانبے تھے، نہ ابھی ضرورت ان کے ذکر کی ہے، اور نہ ان تفصیلات کا یہ موقعہ ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ بعض معاملات میں دونوں طرف سخت رائے تھی، پھر بھی حق رفاقت ادا کرنے کو دونوں تیار رہتے تھے، ان بزرگوں کے درمیان ''غرض'' کی جھلک کبھی نظر نہیں آئی۔ خوش خلقی، دوستی کے احترام اور اختلاف کو اپنے حدود میں رکھنے کا بھرپور حوصلہ برابر نظر آیا، یہ ان حضرات کی بلندی تھی، اختلاف رائے کہاں نہیں ہوتا، جہاں دو دماغ ہوں گے اختلاف ہوگا، رابطوں اور رشتوں کی بقاء کے لئے مکمل فکری ہم آہنگی ضروری نہیں ہے، اتحاد سے نہیں اعتماد سے تعلقات نبھتے اور تازہ رہتے ہیں، ویسے بھی مکمل اتحاد تو شاید ''کامل احمقوں'' میں ہوتا ہو تو ہو۔

چچا جان مولانا عبدالوحید صدیقی صاحب کو گذرے چوتھائی صدی بیت گئی، یہ عرصہ کم نہیں ہوتا۔ کتنی یادوں کے نقوش مدھم پڑ گئے، کتنے واقعات حافظہ سے مٹ گئے، وقفہ برسوں کا ہوگیا۔ ابھی میرا جسم بیمار ہے، دماغ تھکا تھکا سا ہے۔ ایسے میں چراغ دل جلا کر یادوں کے دیئے روشن کئے ہوا ہوں۔ محسوس ہوتا ہے کہ حالات واقعات اور روایات کا کارواں بند آنکھوں کے سامنے سے گذر رہا ہے، جنہیں دیکھ کر دماغ کو تازگی، دل کو فرحت اور قلم کو جلا مل رہی ہے، یہ چند صفحات انکی شفقتوں اور عنایتوں کا حق ادا نہیں کرسکتے، لیکن یہ لکیریں گواہی دیتی رہیں گی کہ شرافت اور روایت کی یادیں، مہمان نوازی اور وضعداری کی یادیں۔ محبت اور شفقت کی یادیں زندہ ہیں زندہ رہتی ہیں۔ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما۔

مسلمانوں کی ترقی کے کچھ آثار

پروفیسر اختر الواسع

کچھ برسوں سے ہندوستان میں فرقہ پرستی کا جو عروج دیکھنے کو ملا اور جس سے ہر حساس طبیعت انسان بہت پریشان نظر آیا، گھر واپسی، لو جہاد، گئوکشی، تبلیغ کے نام پر کورونا جہاد انتہا یہ کہ سیول سروس کا جہاد، کون سا ایسا الزام تھا جو لگایا نہیں گیا، شریف سادہ لوگ اور غریب ہندوستانیوں کو اس طرح خوفزدہ کیا گیا کہ کوئی سر اٹھا کر نہ چل پائے، انفرادی طور پر ماب لنچنگ سے اجتماعی طور پر فسادات کے ذریعے ایک ایسا ماحول پیدا کیا گیا کہ بعض طبقات چاہے ان کا تعلق اقلیت سے ہو یا دلت اور پسماندہ طبقات سے، گھروں سے نکلتے ہوئے ڈرے سہمے رہتے تھے، یہ سب کچھ افسوس کی بات یہ ہے کہ بھارت ماں کے نام پر کیا گیا لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ فرقہ پرستانہ جنون اپنے منتہائے عروج کو پہونچ کر نیچے کی طرف جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے، اس میں سیول سوسائٹی کی کوشش، عدلیہ کے فیصلے اور خود ہندوستانی صنعتی گھرانوں کی ہوش مندی اور اس سے زیادہ ہمت سامنے آ رہی ہے، سیول سوسائٹی تو پہلے دن سے ان خطرات سے نبرد آزما رہی ہے اور عدالتیں بھی اپنے اکثر فیصلوں سے فرقہ واریت کے خلاف فیصلے دے کر دستور کی پاسداری کو نمایاں کرتی رہی ہیں لیکن فرقہ وارانہ عناد وفساد کے تاجروں نے جس طرح اپنی مہم کو ایک منفعت بخش کاروبار میں بدلا تھا اور وہ اس باب میں کسی رو رعایت کے روادار نظر نہیں آتے تھے، کچھ دیر کے لئے ایسا بھی لگا کہ ہندوستان کی بڑی اکثریت ان کے رنگ میں رنگ گئی ہے، جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی، ہندوستان میں ہندوؤں کی غالب اکثریت کبھی بھی فرقہ وارانہ جارحیت کی حمایتی نہیں ہو سکتی، ہندو دھرم کی سناتن پرمیرا ہمیشہ سے اس رواداری و وضع داری کی حامی رہی ہے جو کثرت میں وحدت کی کوکھ سے جنم لیتی ہے، یہاں ساری وسودھا ایک کٹمب کی مانند ہے، سیاسی طور پر جو کچھ دیکھنے میں آیا وہ نام نہاد سیکولر قوتوں کے انتشار اور ایک دوسرے کے خلاف سر بہ گریباں ہونے کا نتیجہ تھا اور پھر ایک بہتر مستقبل کی تبدیلی اور امید کی زبردست خواہش جمہوریت میں ایسا منظر نامہ اکثر پیش کرتی رہتی ہے اور وہی ہمیں بھی دیکھنے کو ملا۔

لیکن غالب کے لفظوں میں جب درد حد سے گزرتا ہے تو دوا ہو جاتا ہے، یہی اب ہمارے سامنے آ رہا ہے، فرقہ پرستی کا زہر پھیلانے والے جدید ذرائع ابلاغ کو سرکار اور اس کی ایجنسیاں دانستہ یا نادانستہ طور پر قابو میں نہ لا سکی ہوں لیکن بعض صنعتی گھرانوں نے نہ صرف یہ طے کر لیا بلکہ کھل کر ببانگ دہل اعلان بھی کر دیا کہ وہ اپنے اشتہارات ان کو اب نہیں دیں گے۔ کہتے ہیں کہ اس کی شروعات امول نے کی جو دودھ، دہی، پنیر اور ان جیسی پروڈکٹوں کا سب سے بڑا خالق ہے، اسی طرح بجاج انڈسٹریز کے راجیو بجاج نے بھی یہ صاف کر دیا کہ وہ اب اپنے نام اور برانڈ کو ایسے کسی کھیل کا حصہ نہیں بننے دیں گے جو قومی یکجہتی اور مذہبی خیر سگالی کے خلاف ہو۔ بجاج خاندان کا یہ قدم غیر متوقع اور تعجب خیز نہیں کیوں کہ یہ جمنالال بجاج ہی تھے جنہوں نے مہاتما گاندھی آچاریہ ونوبا بھاوے کو وردھا میں آشرم بنانے کے لئے زمیں دی تھیں۔ اسی طرح پارلے۔ جی (Parle-G) جیسی کمپنی نے جو بسکٹ اور اسی قبیل کی دوسری اشیاء بناتی ہے اور ملک بھر میں ان کے پروڈکٹس کی سپلائی اور کھپت ہے، نے بھی نہ صرف یہ فیصلہ لیا بلکہ عام اعلان بھی کر دیا کہ وہ بھی فرقہ پرست اور فسطائی تصورات کے فروغ میں کسی کی شرکت کے لئے تیار نہیں ہے۔

فرقہ پرستی کے اتار کا ایک اہم رخ ایڈیٹرز گلڈ آف انڈیا کے حال میں ہونے والے الیکشن میں بھی دیکھنے کو ملا جہاں مشہور صحافی سیما مصطفیٰ اور ان کے ہمنواؤں نے زبردست کامیابی حاصل کی اور ان لوگوں کو جو صحافت میں اعتدال وتوازن کی راہ سے الگ ہو گئے تھے اور ایک طرح سے زعفرانی رنگ میں ضرورت سے زیادہ رنگ گئے تھے ان کی زبردست شکست ہوئی اور ایک بار پھر یہ حقیقت سامنے آئی کہ اس ملک کے صحافیوں نے جرأت وہمت کا راستہ نہیں چھوڑا ہے اور ہمیں ان سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

ہو سکتا ہے کچھ لوگوں کو یہ سارے اقدامات اور اعلانات بہت اہم نہ لگیں لیکن دیگ کے پکوان کے اچھے اور برے ہونے کا اندازہ چند چاولوں سے ہو جاتا ہے، اور ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ صنعتی گھرانوں اور صحافیوں کا فہم وادراک غیر معمولی ہوتا ہے، وہ ہواؤں کا رخ بدل دیتے ہیں۔ وہ سیاست دانوں کی طرح وقتی فائدے کی طرح لالچی نہیں ہوتے بلکہ دیرپا مستحکم اور منافع بخش کاروبار کے ساتھ رشتوں کے بھی ہم ہنوا ہوتے ہیں۔

اسی بیچ میں مسلمانوں کے حوالے سے کچھ خوشگوار اور حوصلہ افزا چیزیں بھی سامنے آئی ہیں، سب سے زیادہ اس دفعہ یو پی ایس سی کے ذریعے کامیاب امیدواروں میں دیکھنے کو ملے ہیں، کہنے کو ایک بہت معمولی، محدود اور انتہائی تنگ نظر طبقہ ایسا ہے کہ جس کے پیٹ میں ان کامیابیوں نے مروڑ پیدا کر دیا ہے لیکن یہ خوشی ہے کہ سیول سوسائٹی ہو یا ریٹائرڈ سرکاری افسروں کی بڑی تعداد، انتہا یہ کہ ابھی بھی سرکاری محکموں میں بنیاد گزار افسروں اور عدالت عظمیٰ سب نے اس کا سخت نوٹس لیا اور مذمت کی۔ ابھی یو پی ایس سی کے نتائج کی بازگشت کم بھی نہ ہوئی تھی کہ نیٹ (NEET) کے امتحانات میں اس دفعہ ۳۴ مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کی نمایاں کارکردگی نہ صرف سامنے آئی بلکہ اڈیشہ کے شعیب آفتاب نامی نوجوان نے صد فیصد نمبر حاصل کر کے کئی چیزیں واضح کر دیں، ایک تو یہ کہ اگر آپ میں صلاحیت ہے تو آپ کو کوئی نہیں ہرا سکتا، دوسرے محنت کا کوئی متبادل نہیں ہے، تیسرے اس ملک میں ہمارے لئے تمام امکانات موجود ہیں، ضرورت ہے تو صرف بلندی نگاہ، دلنوازی سخن اور پرسوزی جاں کی، بقول اقبال:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

یو پی ایس سی نتائج ہوں یا نیٹ کے، انہوں نے ایک بات ثابت کر دی کہ اگر آپ منظّم اور منصوبہ بند طریقے سے اپنے نوجوان بچے اور بچیوں کو صحیح تعلیم وتربیت سے ہمکنار کریں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی نہ ملے۔ ہمارے بچے اور بچیوں میں جو پوشیدہ جوہر ہیں ان کو نمایاں کرنے اور حقیقت میں بدلنے کی ضرورت ہے، ہم پھر یہاں علامہ اقبال ہی کو دہرانا پسند کریں گے جنہوں نے کتنا سچ کہا تھا کہ:

نہیں نومید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اس وقت ضرورت اپنے انجینئرنگ اور میڈیکل کالج بنانے کی نہیں بلکہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم اور تربیت اور ان کے معیار کو بلند کرنے کی ہے، ضرورت ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں ۱۰۰ نمبر کے پرچے میں سوا سو نمبر کی تیاری کریں جبھی تو صد فیصد کامیابی ان کے حصے میں آئے گی، ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اقلیتوں کو اپنی ادبی کمی کو اکثریت کے برابر لانے کے لئے زیادہ سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اور اس کے لئے ان کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

ایک ایسے وقت میں جب علی گڑھ اور جامعہ اپنے قیام کے سو سال پورے کر رہے ہیں، ہندوستانی مسلمانوں کو دنیا کو یہ دکھانا بھی ہے اور بتانا بھی کہ وہ افکار تازہ سے جہان تازہ پیدا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہنا چاہتے اور اس کے لئے وہ جہالت اور غربت کو اپنی پسماندگی کا جواز نہیں بنائیں گے، وہ آدھی روٹی کھائیں گے مگر اپنے بچے اور بچیوں کو پڑھائیں گے۔

(بقیہ خودکشی ایک سنگین اور نا قابل معافی جرم) اس کے مالک نہیں ہیں کہ کسی مصیبت سے تنگ آ کر اپنے ہاتھوں اس کا خاتمہ کر لیں، جس طرح کسی انسان کا ناحق قتل ایک سنگین جرم ہے، ایک نا قابل معافی گناہ ہے اور جہنم کا باعث ہے اسی طرح خودکشی بھی جہنم کا سبب ہے، ارشاد باری ہے: ولا تقتلوا أنفسكم ان الله كان بكم رحيما (النساء ۲۹) اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہیں۔ مفسرین کرام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ خودکشی اور ایک دوسرے کا ناحق قتل حرام اور عظیم معصیت ہے، اور ایک ہی نوعیت کا جرم ہے جس کی سزا جہنم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے، صحیح مسلم میں خودکشی کی حرمت پر ایک باب قائم ہے اور اس میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ جو شخص کسی چیز کے ذریعہ اپنے آپ کو قتل کرے گا اسے جہنم میں اسی قسم کا دائمی عذاب دیا جائے گا، ضرورت ہے کہ ہم انسانیت کی بہی خواہی کے جذبے سے اسے منظر عام پر لائیں۔ چنانچہ اس باب کے ذیل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوہے کے کسی آلہ اور ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کرے گا مثلاً نیزہ اور چاقو وغیرہ سے تو اس کا وہ آلہ قیامت کے دن اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے اپنے پیٹ میں بھونک رہا ہوگا اور جہنم کی آگ میں اسی طرح بار بار اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اور ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا، اگر کوئی شخص زہر پی کر خودکشی کرے گا تو جہنم کی آگ میں اسی طرح مسلسل زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کرتا رہے گا اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اگر کسی نے پہاڑ پر چڑھ کر نیچے چھلانگ لگائی ہوگی اور خودکشی کی ہوگی تو وہ اسی طرح جہنم کی آگ میں پہاڑ پر چڑھ کر چھلانگ لگا کر خودکشی کرتا رہے گا اور ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان) اسی طرح خودکشی کی جو بھی صورت ہو سکتی ہے مثلاً کسی درخت سے، پنکھے سے لٹک کر خودکشی کرنا یا ٹرین کی پٹری پر لیٹ کر یا آگ میں اپنے کو ہلاک کرنا گویا خودکشی کی جو بھی صورت اختیار کی جائے اسی نوعیت سے اسے جہنم میں دائمی عذاب دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائے اور ایسے جرم سے باز رکھے۔

بقیہ نیشنل ایجوکیشن پالیسی 2020؛ ایک جائزہ .... جب کہ انڈیا کی بڑی آبادی آج بھی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ بہت سے ماہرین تعلیم نے اسے تعلیم کے میدان میں نئے عہد سے تعبیر کیا ہے۔

اقلیتوں کو اس تعلیمی پالیسی پر اعتراض یہ ہے کہ ان کے تعلیمی نظام کے بارے میں اس پالیسی میں خاموشی اختیار کی گئی ہے، مکاتب، گروکول اور پاٹھ شالوں کے سلسلہ میں اس پالیسی میں کوئی راہنمائی نہیں ہے۔

NEP2020 میں واضح کیا گیا ہے کہ مرکزی حکومت وصوبائی حکومت مل کر تعلیم پر GDP کا 6 فیصد تک خرچ کرے، لیکن مئی 2014 سے ہندوستان کے تعلیمی شعبہ میں مستقل GDP میں گراوٹ پائی جا رہی ہے، 13-2012 میں تعلیمی سیکٹر میں خرچ GDP کا 3.1% تھا، جو 15-214 میں گھٹ کر 2.8% ہو گیا اور 16-2015 میں مزید گھٹ کر 2.4% رہ گیا۔

قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء پر مختلف سیمینار، سمپوزیم، ویبینار اور مضامین کے ذریعہ بحث ونظر کا سلسلہ جاری ہے، توقع ہے کہ یہ سلسلہ دراز ہوگا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس آپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

طب و سائنس

جوڑوں کا درد، اسباب اور علاج

حکیم نیاز احمد

جوڑوں کا درد تکلیف دہ مرض ہے جس میں جوڑوں کی جھلیاں سخت ہو کر ہڈیوں کی شکل اختیار کرنے لگتی ہیں۔جوڑوں پر ورم آ جاتا ہے۔مرض کی شدت میں جوڑ حرکت کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور ہڈیاں ٹیڑھی ہوجاتی ہیں۔گنٹھیا کا زیادہ تر درد کہنی، گھٹنے اور ٹخنے کے جوڑ سے ہوتا ہے، یہ مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔اسی طرح نقرص یا چھوٹے جوڑوں کا درد ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے جوڑ، انگوٹھے کے جوڑ وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔نقرص عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔

اسباب و علامات

جدید میڈیکل سائنس کی رو سے جوڑوں کے درد کا سب سے بڑا سبب یورک ایسڈ کو سمجھا جاتا ہے۔علاوہ ازیں کولیسٹرول اور ٹرائی گلائسرائیڈز کی اضافی مقداریں بھی اس مرض کا ذریعہ بنتی ہیں۔خون میں سوڈیم، پوٹاشیم اور کیلشیم کی بڑھی ہوئی مقدار بھی جوڑوں کے درد کا باعث بنتی ہے۔نیچروپیتھی کے مطابق آتشک، سوزاک نمونیہ، موٹاپا، چوٹ لگنا، خرابی معدہ، گوشت کا زیادہ استعمال، شراب نوشی، قبض، غذائی بے اعتدالی اور زہریلے بخاروں کے اثرات کے علاوہ سودا، صفرا، خون اور بلغم میں سے کسی ایک خلط کی طبعی مقدار سے زیادتی بھی جوڑوں کے درد کا سبب ہوسکتی ہے۔

خواتین میں جوڑوں کے امراض کی ایک بڑی وجہ امراض رحم اور قبل از وقت سن یاس کا شروع ہونا یا پھر رحم کا نکلوا دینا بھی ہوسکتی ہے۔یاد رہے کہ ایسی خواتین جو بعد از زچگی ٹھنڈے گرم کا پورا خیال نہیں رکھتیں یا ایامِ مخصوصہ میں قبل از وقت نہا لیتی ہیں انہیں بھی جوڑوں کے درد کا سامنا رہتا ہے۔اس کے علاوہ یہ بیماری موروثی طور پر بھی حملہ آور ہوجاتی ہے۔نقرص میں پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں شدید درد ہوتا ہے، انگوٹھے پر ورم آجاتا ہے۔بسا اوقات درد کے ساتھ بخار بھی ہوجاتا ہے جو بعد ازاں پسینہ آکر اتر جاتا ہے۔

یہ درد ہاتھ کی انگلیوں کے جوڑوں میں بھی ہوتا ہے۔اس درد کا دورہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ انگلیوں کو چھوا بھی نہیں جاسکتا۔ابتدائی طور پر اس مرض کا حملہ سات سے دس دن ہوتا ہے جو خود بخود ہی ختم ہوجاتا ہے۔اسی طرح گنٹھیا میں بھی درد کا احساس ہوتا ہے مگر صرف بڑے جوڑوں میں۔جوڑوں پر سوزش نمودار ہوجاتی ہے۔حرکت کرنے میں تکلیف ہوتی ہے اور جوڑ کی بناوٹ میں بھی خرابی پیدا ہوجایا کرتی ہے۔

مشاہداتی اور تجرباتی بات تو یہ ہے کہ فی زمانہ جوڑوں کے درد کی سب سے بڑی وجہ غیر معیاری اور ملاوٹ سے بھرپور غذاؤں کے ساتھ ساتھ سہل پسند زندگی اور سائنسی سہولیات ہیں۔چاولوں کا اندھا دھند استعمال، بڑے گوشت کے کباب، بینگن کے پکوڑے اور تیز مصالحہ جات سے بنی بریانی کا روزمرہ غذاؤں میں استعمال بھی اس بیماری کا سبب ہوسکتا ہے۔علاوہ ازیں رہی سہی کسر جدید خوراک فاسٹ فوڈ، کولا مشروبات اور بیکری مصنوعات کا نام دیتے ہیں نے نکال دی ہے۔

غذائی احتیاط

سب سے پہلے ہم غذائی احتیاط بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین کو اس مرض سے چھٹکارا حاصل کرنے میں آسانی ہو۔روزمرہ غذاؤں میں گوشت، چاول، دالیں، لوبیا، مٹر، پالک، بینگن، چائے، سگریٹ و شراب نوشی، کولا مشروبات، بیکری مصنوعات اور بادی و ترش اشیا کو ترک کردیا جائے۔ورزش کو معمول بنایا جائے۔اکثر مریض یہ گلہ کرتے ہیں کہ ان سے چلا نہیں جاتا لیکن دھیان رہے کہ ورزش کا مطلب ہی مشقت اور کسرت کرنا ہے۔بعد از عشرہ جسم خود بخود ہی رواں ہوجائے گا اور آپ کئی ایک بدنی مسائل سے محفوظ ہوجائیں گے۔

گھریلو طبی علاج

جب جوڑ سخت ہوگئے ہوں اور سوزش بھی نمایاں ہو تو ایسے میں جوڑوں کو نرم کرنے اور حرکات کو متوازن کرنے کے لیے بیری کے پتوں کے جوشاندے سے جوڑوں پر ٹکور کرنا انتہائی مفید ہوتی ہے۔بیری کے پتوں کو پانی میں ابال کر ماؤف جوڑوں پر ہلکا ہلکا پانی ڈالیں۔دس پندرہ منٹ پانی سے ٹکور کرنے کے بعد میجک آئل سے مالش کریں۔اچھی طرح مالش کرنے کے بعد تقریباً نصف گھنٹہ جوڑوں کو ہوا نہ لگنے دیں۔بفضلِ خدا جلد ہی جوڑ نرم ہوکر تکلیف میں کمی کا اشارہ دیں گے۔

بطورِ خوراک گلو اور سونٹھ ہموزن پیس کر نصف چمچہ دن میں تین بار استعمال کریں۔پانچ سے سات ہفتوں کے استعمال سے آپ جوڑوں کے درد سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔علاوہ ازیں سورنجاں شیریں ایک تولہ کو سبز دھنیا کے ساتھ پیس کر پیسٹ بنالیں۔ماؤف جوڑوں پر لیپ کرنے سے درد اور سوجن سے فوری مگر وقتی افاقہ کے لیے بہترین ہے۔

ایسے لوگ جن کے جوڑوں میں درد سودا، صفرا اور بلغم کی وجہ سے ہو ان کے لیے گھریلو علاج میں درج ذیل طبی ترکیب بھی فوائد کی حامل ہے: مصبر، ہرڑ زرد اور سورنجاں شیریں، ہموزن پیس کر آبِ مکو میں گوندھ کر چنے برابر گولیاں بنا کر رات کو سوتے وقت 2 سے 3 پانی کے ساتھ کھالیں۔اگر جلاب کی کیفیت ہو جائے تو ایک گولی کردیں۔جوڑوں کے درد کے لیے بہترین دوا ہے۔

ایسے افراد جنھیں یورک ایسڈ کی زیادتی کی وجہ سے جوڑں میں درد اور دیگر بدنی مسائل کا سامنا ہو تو وہ درج ذیل نسخہ کا استعمال کر کے فوائد اٹھا سکتے ہیں: زنجبیل، گوکھرو اور آسگند کو ہموزن پیس کر درمیانے کیپسول بھر کر صبح و شام دو دو کیپسول عرقِ مکو، عرقِ سونف نصف کپ کے ساتھ نہار منہ کھائیں۔چند روزہ استعمال سے ہی یورک ایسڈ سے جڑے عوارض سے جان چھوٹ جائے گی۔کولیسٹرول اور ذیابیطس میں بھی خاطر خواہ کمی واقع ہوگی۔(انشاء اللہ)

دن میں دوبار کھانے کے بعد سونف 1 /2 گرام، زیرہ سفید 1 /2 گرام اور الائچی خرد 1 عدد ایک کپ پانی میں پکا کر نصف چمچ خالص شہد ملا کر بطورِ قہوہ پینا بھی جوڑوں کے ساتھ ساتھ دیگر کئی بدنی مسائل سے محفوظ رکھتا ہے۔

چونکہ تمام بیماریوں کا مرکز معدہ ہوتا ہے اس لیے امراضِ معدہ سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ 40 سال سے زیادہ عمر کی خواتین چارِ عرق)اجوائن، سونف، پودینہ، سویا(یا عرقِ برنجاسف نصف کپ صبح و شام کھانے کے بعد معمول بنالیں۔علاوہ ازیں ایسی خواتین جن میں امراضِ نسواں یا گنٹھیا کا وراثتی رجحان پایا جاتا ہو، انہیں تو 30 سال کی عمر سے ہی احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہوجانا چاہیے تاکہ بعد ازاں بڑے جسمانی مسائل سے بچا جاسکے۔

اسی طرح مرد حضرات کو بھی چاہیے کہ 35 سال کی عمر سے جوارشِ جالینوس کا نصف چمچ استعمال کرنا شروع کردیں۔جوارشِ جالینوس ایک ایسا مانع بڑھاپا طبی مرکب ہے جو جسم سے تمام زہریلے مادوں کولیسٹرول، یورک ایسڈ، ٹرائی گلاسرائیڈز، بلغم، سودا، صفراء اور خون کی اضافی مقدار وغیرہ کو ختم کرکے انسانی صحت و توانائی، تن درستی اور عمر میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔اس کے علاوہ آپ غیر ضروری طور پر پروٹینز سے لبریز غذائی اجزاء گوشت، انڈا، دالیں، لوبیا مٹر، مکئی شوقیہ ملٹی وٹامنز اور سدا جوان رکھنے والی بازاری دواؤں اور غذاؤں سے اجتناب کر کے بھی تادیر صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں۔

ہفتۂ رفتہ | **راشد العزیری ندوی**

بہار اسمبلی انتخابات میں ۱۹/مسلم امیدوار کامیاب

بہار انتخابات میں مجموعی طور پر ۱۹/مسلم امیدواروں نے کامیابی حاصل کی ہے یہ تعداد گزشتہ ۲۰۱۵ کے انتخابات کے مقابلہ میں ۵/کم ہے۔اس مرتبہ اسدالدین اویسی کی جماعت آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین (اے آئی ایم آئی ایم) کے ۵/امیدواروں نے کامیابی حاصل کی ہے لیکن سب سے زیادہ مسلم امیدوار آر جے ڈی سے کامیاب ہوئے ہیں۔غور طلب ہے کہ این ڈی اے میں بی جے پی کی حلیف جماعت جے ڈی یو کا کوئی بھی مسلم امیدوار کامیاب نہیں ہو پایا ہے۔آر جے ڈی سے تعلق رکھنے والے ۸/امیدواروں نے کامیابی حاصل کی ہے اس کے علاوہ سی پی آئی ایم مالے اور مایاوتی کی بی ایس پی (بہوجن سماج پارٹی) سے ایک امیدوار کامیاب ہوا ہے۔جے ڈی یو نے کل ۱۱/مسلم امیدواروں کو ٹکٹ دیا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی امیدوار کامیابی حاصل نہیں کرسکا۔خیال رہے کہ سال ۲۰۱۵ء کے انتخابات میں مجموعی طور پر ۲۴/مسلم ارکان اسمبلی منتخب ہوئے تھے۔اس وقت بھی سب سے زیادہ ۱۱/مسلم ارکان اسمبلی آر جے ڈی سے ہی کامیاب ہوئے تھے۔وہیں، سال ۲۰۱۰ میں ۱۶/مسلم ارکان اسمبلی پہنچے تھے۔۱۹۵۲ء سے ابھی تک سب سے زیادہ مسلم ارکان اسمبلی سال ۱۹۸۵ء میں منتخب ہوئے تھے۔ان کی تعداد ۳۴/تھی۔جبکہ ۱۹۵۲ء میں بھی ۲۴/مسلم ارکان اسمبلی منتخب ہوئے تھے۔

کامیاب ہونے والے مسلم امیدواروں کی فہرست

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پارٹی	اسمبلی حلقہ
۱	اخترالایمان	اے آئی ایم آئی ایم	امور
۲	محمد انظار نعیمی	اے آئی ایم آئی ایم	بہادر گنج
۳	رکن الدین	اے آئی ایم آئی ایم	بائسی
۴	محمد شہنواز عالم	اے آئی ایم آئی ایم	جوکی ہاٹ
۵	محمد اظہار الحق	اے آئی ایم آئی ایم	کوچہ دھامن
۶	محمد اسرائیل منصوری	آر جے ڈی	کانٹی
۷	شمیم احمد	آر جے ڈی	نرکٹیا گنج
۸	علی اشرف صدیقی	آر جے ڈی	ناتھ نگر
۹	محمد نہال الدین	آر جے ڈی	رفیع گنج
۱۰	محمد یوسف صلاح الدین	آر جے ڈی	سمری بختیار پور
۱۱	مولانا سعود عالم ندوی	آر جے ڈی	ٹھاکر گنج
۱۲	محمد کامران	آر جے ڈی	گوبند پور
۱۳	اخترالاسلام شاہین	آر جے ڈی	سمستی پور
۱۴	عابد الرحمن	کانگریس	ارریہ
۱۵	شکیل احمد خان	کانگریس	کدوا
۱۶	محمد آفاق عالم	کانگریس	قصبہ
۱۷	اظہار الحسین	کانگریس	کشن گنج
۱۸	محبوب عالم	سی پی آئی	بلرام پور
۱۹	محمد زماں خان	بی ایس پی	چین پور

پارٹی پوزیشن

این ڈی اے	**125**
بی جے پی	74
جنتا دل یو	43
ہندوستانی عوام مورچہ	04
وی آئی پی	04
عظیم اتحاد	**110**
راشٹر جنتا دل	75
کانگریس	19
سی پی آئی ایم ایل	12
سی پی آئی	02
سی پی ایم	02
دیگر	**08**
اے آئی ایم آئی ایم	05
بی ایس پی	01
ایل جے پی	01
آزاد	01
بہار اسمبلی کی کل سیٹیں	**243**

Volume:60/70,Issue:45 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif Patna Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

کوئی تو پھول کھلائے دعا کے لہجے میں
عجب طرح کی گھٹن ہے ہوا کے لہجے میں
(افتخار عارف)

یوپی میں قانونی دہشت گردی

حسام الدین صدیقی لکھنؤ

ہاتھرس کے بلگڑھی گاؤں میں دلت بالمیکی لڑکی کا ریپ کے بعد قتل ہوگیا، کانگریس لیڈر راہل گاندھی اور ان کی بہن پرینکا گاندھی نے یکم/اکتوبر کو گاؤں جا کر ماری گئی لڑکی کے کنبہ سے ملنے کی کوشش کی تو پولیس یمنا ایکسپریس وے پر انہیں روک کر نہ صرف گرفتاری کرتی ہے بلکہ ایک پولیس والے کا ہاتھ راہل گاندھی کے گریبان تک پہونچ جاتا ہے۔ انہیں باقاعدہ دھکے مار کر گرادیا جاتا ہے۔ دہلی مہیلا کانگریس کی صدر امرتا دھون کے کپڑے پھاڑ دیئے جاتے ہیں۔ وہ دوپٹے میں اپنا جسم چھپاتی نظر آئیں، کانگریس کی ترجمان سابق صحافی سپریہ شرینیتر اور پرینکا گاندھی تک کے ساتھ دھکا مکی ہوتی ہے۔ ۳/اکتوبر کو راہل پرینکا سمیت پانچ لوگوں کو بلگڑھی جانے کی اجازت ملتی ہے۔ لیکن ایکسپریس وے پر ان کے ساتھ پہونچے کانگریس ورکرس پر لاٹھیاں چلائی جاتی ہیں۔ پرینکا ڈوائیڈر کود کر اپنے ساتھیوں کو بچانے پہونچتی ہیں تو یوگی کا مرد پولیس پرینکا کے کاندھے سے ان کا جمپر پکڑ کر کھینچتا ہے۔ مرد پولیس والے کا ہاتھ کسی خاتون خصوصاً پرینکا کے گریبان تک پہونچ جائے اور اس پولیس والے کے خلاف سخت کاروائی نہ ہو یہ یوگی راج میں ہی ممکن ہے۔ بلگڑھی کی ریپ کا شکار دلت لڑکی کی لاش اس کے والدین کو دکھائے بغیر رات کے ڈھائی بجے پولیس کے ذریعہ لکڑیوں پر پیٹرول اور گوبر کے اوپلوں کے ذریعہ جلا دیا جاتا ہے۔ ڈی ایم پروین کمار کہتے ہیں کہ لاش خراب ہونے کا خدشہ تھا اس لئے رات میں جلایا گیا۔ بعد میں ریاستی سرکار سپریم کورٹ میں داخل حلف نامے میں کہتی ہے کہ گاؤں میں نظم ونسق کو خطرہ تھا اس لئے لاش رات میں جلانی پڑی۔ سابق لوک سبھا ممبر راشٹریہ لوک دل کے لیڈر رجینت چودھری، سماج وادی پارٹی کا وفد گاؤں جاتا ہے تو ان پر جم کر لاٹھی چارج ہوتا ہے۔ عام آدمی پارٹی کے سنجئے سنگھ جاتے ہیں تو ہندوتووادی سینا چلانے والا دیپک شرما پولیس کی موجودگی میں ان پر سیاہی پھینکتا ہے۔ ٹی ایم سی کے ممبران جاتے ہیں تو ہاتھرس کا ایس ڈی ایم راجیہ سبھا ممبر ڈیرک اوبرائن کو زمین پر پٹخ دیتا ہے، ان کے ساتھ گئی خواتین ممبران پارلیمنٹ کے ساتھ بدسلوکی کی اور دھکا مکی کی گئی۔ دو دنوں تک میڈیا کو گاؤں میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ یہ یوگی راج میں چل رہا قانون کا آتنک۔ پانچ اکتوبر کو اچانک خفیہ ایجنسیوں کو اطلاع مل گئی کہ اپوزیشن پارٹیوں، میڈیا اور لیفٹ طاقتوں نے اترپردیش میں ذات پات اور فرقہ وارانہ فسا دکرانے کی سازش رچی، پیپلز فرنٹ آف انڈیا کے ذریعہ اس کے لئے مسلم ممالک سے سو کروڑ کی فنڈنگ ہوئی۔

چھ اکتوبر کو خود وزیراعلیٰ یوگی نے اس مبینہ سازش پر بیان دیتے ہوئے سازش میں شامل لوگوں کو سخت سزا دینے کا اعلان کیا۔

یوگی سرکار کی ہڑبڑی کا عالم یہ ہے کہ پہلے تو ریپ اور قتل کے پورے معاملے کی جانچ کے لئے اسپیشل انویسٹی گیشن ٹیم (ایس آئی ٹی) بنا کر کہا گیا کہ سات دنوں کے اندر ایس آئی ٹی اپنی جانچ رپورٹ سرکار کو پیش کرے۔ ایس آئی ٹی موقع پر جانچ کرنے پہونچتی ہے تبھی کسی مطالبے کے بغیر وزیراعلیٰ یوگی اپنی طرف سے سی بی آئی تحقیقات کا اعلان کردیتے ہیں۔ اس سے پہلے وزیراعلیٰ نے لڑکی کے کنبہ کو پچیس لاکھ کی مالی مدد، گھر کے ایک فرد کو سرکاری نوکری اور کنبہ کو ہاتھرس میں ایک مکان دینے کا بھی اعلان کرچکے تھے۔ پانچ اکتوبر سے سرکار نے بھونکنے والے اینکر کے چینل اور زی نیوز کہے جانے والے چینل سمیت کئی غلام چینلوں پر خبریں چلوادیں کہ لڑکی کا ریپ ہوا ہی نہیں، اسے تو اس کے اپنے بھائی نے قتل کیا ہے کیونکہ وہ ملزم بنائے گئے سندیپ کے ساتھ تقریباً دو سالوں سے ناجائز رشتے میں تھی۔ لڑکی کے بھائی کے نام سے خریدے گئے موبائل کی مبینہ کال ڈیٹیل بھی ان چینلوں کو پہونچائی گئیں۔ جن کے مطابق اکتوبر 2019 سے مارچ 2020 کے درمیان لڑکی نے ملزم بنائے گئے سندیپ سے سیکڑوں بار باتیں کیں، دونوں کے درمیان کل چار گھنٹے ستاون منٹ تک کالیں ہوئیں، گاؤں کے ٹھاکروں نے پنچائتیں شروع کردیں اور کئی لوگ اچانک نکل کر میڈیا کو بتانے لگے کہ اس لڑکی اور ملزم بنائے گئے سندیپ کے درمیان پیار محبت کے رشتے تھے۔ اس لئے لڑکی کے بھائی نے بہن کو مار ڈالا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے سرکار اس معاملے میں طرح طرح کی تھیوری پیش کرتی رہی ہے۔ خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کے حوالے سے خود وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے اعلان کیا کہ اترپردیش میں ذات پات اور فرقہ وارانہ فساد کرانے کی بڑے پیمانے پر سازش رچی گئی اس کے لئے مسلم ممالک سے سوکروڑ کی فنڈنگ ہوئی۔ پچاس کروڑ روپئے مارشس کے ذریعہ پی ایف آئی کے پاس پہونچ بھی چکے ہیں۔ وزیراعلیٰ یوگی نے کہا کہ ہم کسی بھی ایسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ سازش کرنے والے سبھی لوگوں کے چہرے بے نقاب کئے جائیں گے اور ان پر سختی سے سخت کاروائی ہوگی۔

اترپردیش کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ سرکار پر کوئی تنقید نہیں کرسکتا۔ تنقید کرنے والے پوسٹر یا پمفلٹ نہ تو چسپاں کئے جاسکتے ہیں نہ تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ کوئی دھرنا اور مظاہرہ نہیں ہوسکتا۔ شاہین باغ کے مظاہرے پر فیصلہ سناتے ہوئے سات اکتوبر کو سپریم کورٹ نے پھر کہا کہ شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) یا سرکار کے دوسرے فیصلوں کے خلاف دھرنا دینا، احتجاجی مظاہرہ کرنا شہریوں کا بنیادی حق ہے اسے روکا نہیں جاسکتا لیکن اترپردیش میں سی اے اے کے خلاف دھرنا مظاہرہ آج بھی غداری کے زمرے میں آتا ہے۔

ہاتھرس معاملے میں اب ملزمان کی برادری کے یعنی ٹھاکر برادری کے لوگوں نے بڑے پیمانے پر پنچائتیں کرنی شروع کردیں۔ بظاہران پنچائتوں کو سرکار کی بھی حمایت نظر آرہی ہے۔ پی ایف آئی اور دنگا بھڑکانے کے لئے غیرملکی فنڈنگ کی گھٹی لوگوں کو اس حد تک پلادی گئی ہے کہ بچہ بچہ ان باتوں کا ذکر کررہا ہے۔ مطلب صاف ہے کہ سازش بتانے والے اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہیں۔ میڈیا سے عوام تک ہر جگہ سازش اور غیر ملکی فنڈنگ کی باتیں ہورہی ہیں۔ لڑکی کے گینگ ریپ اور قتل کا معاملہ پوری طرح دب چکا ہے۔ اب یہ سوال بھی نہیں پوچھا جارہا ہے کہ اگر کوئی لڑکی خودنزاعی بیان دیتی ہے کہ اس کا گینگ ریپ ہوا، فلاں فلاں نے اس کی آبرولوٹی۔ اس کے باوجود ایڈیشنل ڈی جی لاء اینڈ آرڈر اور پوری سرکار یہ ثابت کرنے پر تلی ہے کہ لڑکی کے ساتھ ریپ ہوا ہی نہیں۔

میڈیا کے سامنے گاؤں اور نزدیکی گاؤں کے لوگ بڑھ چڑھ کر مقتول لڑکی کے کنبہ کے ساتھ ہمدردی کی باتیں کرتے نہیں تھکتے، دوسری طرف سات اکتوبر کو لڑکی کے کنبہ نے نیوز چینل آج تک سے کہا کہ انہیں دھمکیاں مل رہی ہیں۔ لڑکی کے والد نے کہا کہ ہمارے لئے گاؤں میں رہنا مشکل ہے ہمیں کبھی بھی مارا جاسکتا ہے۔ لڑکی کے بھائی نے کہا کہ گاؤں کا ایک بھی شخص ان لوگوں سے ملنے اور زبانی ہمدردی ظاہر کرنے تک نہیں آیا۔ عدالت کے آرڈر کے بعد کنبہ کی حفاظت کے لئے سی سی ٹی وی کیمرے لگائے گئے ہیں۔ میٹل ڈٹیکٹر بھی لگایا گیا ہے۔

ہم کو ہمارے سوا کوئی زیر نہیں کر سکتا

مولانا ابوالکلام آزادؒ

لیکن ہاں، جب کہ کرۂ ارضی کی سب سے بڑی مغرور طاقت بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، تو ایک طاقت ہے جو ہمیں پل بھر کے اندر پاش پاش کردے سکتی ہے۔

وہ کون ہے؟ وہ خود ہم ہیں اور ہماری خوفناک غفلت ہے، اگر وہ وقت پر نمودار ہوگئی، ہم پر ہمارے سوا کوئی غالب نہیں آسکتا۔ ہم ایمان واستقامت سے مسلح ہوکر اتنے طاقتور ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا ارضی گھمنڈ بھی ہمیں شکست نہیں دے سکتا، لیکن اگر ہمارے اندر اعتقاد اور عمل کی ایک ادنیٰ سی کمزوری اور خامی بھی پیدا ہوگئی تو ہم خود آپ ہی اپنے قاتل ہوں گے، اور ہم سے بڑھ کر دنیا میں اچانک مٹ جانے والی کوئی چیز بھی نہیں ملے گی۔ ہم کو گورنمنٹ شکست نہیں دے سکتی، پر ہماری غفلت ہمیں پیس ڈالے گی۔ ہم کو فوجیں پامال نہیں کرسکتیں، لیکن ہمارے دل کی کمزوری ہمیں روند ڈالے گی۔ ہمارے دشمن اجسام نہیں ہیں، عقائد اور اعمال ہیں۔ اگر ہمارے اندر ڈر پیدا ہوگیا، شک وشبہ نے جگہ پالی، ایمان کی مضبوطی اور حق کا یقین ڈگمگا گیا، ہم قربانی سے جی چُرانے لگے، ہم نے اپنی روح فریب نفس کے حوالہ کردی، ہمارے صبر اور برداشت میں فتور آگیا، ہم انتظار سے تھک گئے، طلبگاری سے اکتا گئے، ہم میں نظم نہ رہا، ہم اپنی تحریک کے تمام دلوں اور قدموں کو ایک راہ پر نہ چلا سکے، ہم سخت سے سخت مشکلوں اور مصیبتوں میں بھی امن اور انتظام قائم نہ رکھ سکے، ہمارے باہمی یگانگت کے رشتہ میں کوئی ایک گرہ بھی پڑگئی، غرضیکہ اگر دل کے یقین اور قدم کے عمل میں ہم پکے اور پورے نہ نکلے، تو پھر ہماری شکست، ہماری نامرادی، ہماری پامالی، ہمارے پس جانے، ہمارے نابود ہو جانے کے لیے نہ تو گورنمنٹ کی طاقت کی ضرورت ہے، نہ اس کے جبر وتشدد کی۔ ہم خود ہی اپنا گلا کاٹ لیں گے، اور پھر صرف ہماری نامرادی کی کہانی دنیا کی عبرت کے لیے باقی رہ جائے گی۔

ہماری طاقت بیرونی سامانوں کی نہیں ہے کہ انہیں کھوکر دوبارہ پالیں گے۔ ہمای ہستی صرف دل اور روح کی سچائیوں اور پاکیوں پر قائم ہے اور وہ ہمیں دنیا کے بازاروں میں نہیں مل سکتیں۔ اگر خزانہ ختم ہو جائے تو بٹور لیا جا سکتا ہے، اگر فوجیں کٹ جائیں تو دوبارہ بنالی جاسکتی ہیں۔ اگر ہتھیار چھن جائیں تو کارخانوں میں ڈھال لیے جاسکتے ہیں، لیکن اگر ہمارے دل کا ایمان جاتا رہا تو وہ کہاں ملے گا؟ اگر قربانی وحق پرستی کا پاک جذبہ مٹ گیا تو وہ کس سے مانگا جائے گا؟ اگر ہم نے خدا کا عشق اور ملک وملت کی شیفتگی کھودی تو وہ کس کارخانے میں ڈھالی جائے گی؟

(پیغام ۹/دسمبر ۱۹۲۱ء، ماخوذ از قول فیصل، مطبوعہ البلاغ پریس کلکتہ: صفحہ ۹۲-۹۴)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988